Regd No E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ای۔ پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰۔۳ روپے
ممالکِ غیر
۵۰۔۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ || ۱۴ ظہور ۱۳۳۷ھش ـ ۲۷ محرم ۱۳۷۸ھ ـ ۱۴ اگست ۱۹۵۸ء || نمبر ۳۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۹ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ـ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ کی طبیعت آجکل ناساز ہے اور آپ لاہور میں زیر علاج ہیں احباب حضرت ممدوح کی کامل شفایابی کیلئے خاص توجہ سے دعا فرمائیں

راولپنڈی ۷ اگست۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اور مخلص صحابی محترم خان صاحب برکت علی صاحب شملوی آج گیارہ بجے صبح وفات پا گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مفصل اندر ملاحظہ فرمائیں)

قادیان ۱۱ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ٹرینیڈاڈ کے وزراء سے
جماعت احمدیہ کے وفد کی مدراس میں ملاقات

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب فاضل امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس)

مورخہ ۱۳ جولائی کو اخبارات سے معلوم ہوا کہ آنریبل مسٹر کمال الدین محمد صاحب وزیر زراعت ٹرینیڈاڈ اور ان کے ایک اور ساتھی غیر مسلم وزیر مدراس تشریف لائے ہیں اور راج بھون میں قیام پذیر ہیں چنانچہ خاکسار اور برادرم نوجوان صاحب نے ان سے ملاقات کرنے اور لٹریچر پیش کرنے کی تجویز کی۔ اور ٹیلیفون پہ ان سے وقت ملاقات مقرر کیا۔ اور ۱۲ بجے راج بھون گئے۔ دونوں وزیر صاحبان سے ملاقات ہوئی اور ان کو جماعت احمدیہ کی تعارفی چٹھی کے ساتھ ذیل کا لٹریچر پیش کیا گیا۔

۱۔ دی ہولی پرافٹ محمد ـ ۲۔ کیریکٹرسٹک آف قرآنک ٹیچنگز ـ ۳۔ دی ٹیچنگز آف اسلام ـ ۴۔ وائی آئی بلیو ان اسلام ـ ۵۔ آور فیتھ ـ ۶۔ دٹ از احمدیت ـ ۷۔ احمدیہ موومنٹ ان انڈیا

دوران گفتگو میں یہ معلوم ہوا کہ مسٹر کمال الدین محمد صاحب ہمارے ٹرینیڈاڈ کے مشن سے بخوبی واقف ہیں اور مبلغین مکرم محمد اسحاق صاحب ساقی و مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ سے بھی شناسا ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ہندوستان کے دورہ میں مسلمانوں کی کسی جماعت کا وفد ان سے نہیں ملا سوائے آپ حضرات کے جو احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ سیلون جا رہے ہیں واپسی پر اگر موقعہ ملا تو پھر ملاقات کر کے مزید مسائل پر گفتگو کریں گے۔ دونوں نے لٹریچر کا شکریہ ادا کیا۔ اور پڑھنے کا وعدہ کیا۔

آزاد ہندوستان!

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء ایک لمبی جد و جہد کے بعد آخر آزادیٔ ہند کا وعدہ کیا گیا پہلے جون ۱۹۴۸ء میں ہندوستان کو آزاد کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن پھر ہندوستانیوں کی بے چینی و بے قراری دیکھ کر ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء "یوم آزادی" قرار دیا گیا۔ اور مسٹر اٹیلی وزیر اعظم انگلستان نے اعلان کیا کہ اس دن برطانیہ ہندوستان پر "حق حکمرانی" سے دست بردار ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ یوم موعود آیا اور برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستان کی آزادی کا اعلان کر دیا۔

وہ پہلا دن ہے کہ ہندوستان کے نظم و نسق ـ تعمیر و ترقی اور تہذیب و ثقافت کی پوری ذمہ داری ہم ہندوستانیوں پر آ پڑی۔ ہم لوگوں کو داخلی و خارجی دشواریوں سے عہدہ برآ ہونا تھا۔ اور بین الاقوامی سیاست میں ایک اونچی پوزیشن حاصل کرنی تھی ـ خدا کا شکر ہے کہ ان میں سے کوئی مقصد ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ آزادی کے بعد ملک جن گوناگوں مشکلات سے دو چار ہوا۔ بڑی دور اندیشی اور تدبر و ہوشمندی سے وہ گتھیاں سلجھائی گئیں۔

جمہوریہ ہند آزادی کے بعد سب سے اہم سوال "دستور مملکت" کا تھا۔ ہر آزاد قوم کا اپنا ایک "آزاد دستور" ہوتا ہے۔ جو بیرونی و خارجی دباؤ سے آزاد ہو کر مرتب کیا جاتا ہے۔ ہندوستان نے ڈاکٹر امبیدکر آنجہانی کی رہبری میں اپنے دستور کی ترتیب شروع کی۔ ملکی دستور کے کمال کا یہ مطلب سمجھا جاتا ہے کہ اس میں ملک کی اکثریت کے ساتھ مذہبی و لسانی اقلیت کی تہذیب و کلچر کے تحفظ کی ضمانت بھی دی جائے۔ یہی "مقصد عظیم" حاصل کرنے کے لئے بھارت نے اپنے دستور کی بنیاد "لا مذہبیت" اور جمہوریت پہ رکھی۔ جو اس وقت دنیا کا سب سے ترقی یافتہ دستور سمجھا جاتا ہے یہ دستور مکمل ہوا اور ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو جمہوریہ ہند کا اعلان کر دیا گیا۔

زرعی و صنعتی ترقی دوسرا اہم سوال ملک کی زرعی و صنعتی ترقی کا تھا ایشیا کے تمام ممالک کی طرح ہندوستان بھی ایک زرعی ملک ہے۔ ملک کی ۸۵ فیصدی آبادی زراعت پیشہ ہے۔ لیکن زراعت کا جو پرانا طریقہ آ رہا ہے تجربہ شاہد ہے کہ وہ طریقہ ناقص ہے۔ سالہا سال کا زمینداری سسٹم بھی زرعی ترقی کے راستے میں روک تھا اس لئے ارباب حل و عقد نے اس طرف توجہ کی۔ پہلے تو ملک کے اندرونی نظم و نسق میں استواری پیدا کرنے کے لئے زمینداری دستور ختم کیا گیا۔ اس کے بعد "زرعی حساب" اور "دیہات سدھار" کے لئے پنجسالہ منصوبہ تیار کیا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ زرعی پیداوار کے ساتھ ملک کا صنعت و حرفت کے میدان میں بھی ترقی کرنا ضروری تھا۔ اس لئے کہ یہ صنعتی دور ہے۔ اور کوئی ملک ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ اس وقت تک دوڑ نہیں لگا سکتا جب تک وہ صنعت میں ترقی یافتہ نہ ہو۔ پنجسالہ منصوبہ کے ذریعہ اس طرف بھی توجہ کی گئی۔ ملک میں جو لوہے کی فیکٹریاں۔ کپڑا دھاگے ملیں اور معدنیات کی کانیں تھیں انہیں ترقی دی گئی۔ اور نئی فیکٹریاں قائم کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ ان منصوبوں میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے "غیر ملکی سرمایہ" کا بھی استعمال کیا گیا۔

پہلا پنجسالہ منصوبہ ۱۹۵۶ء میں ختم ہو چکا ہے۔ اور اب ہم دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دور میں داخل ہو چکے ہیں پہلے منصوبے کے زرعی پہلو کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ملک نے ابھی خاطر خواہ ترقی نہیں کی۔ بلکہ ترقی معکوس ہو گئی ہے۔ یہ صورت ضرور تشویشناک اور موجب پریشانی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس ملک کی زرعی حالت قابل اطمینان نہیں ہوتی وہاں ہر وقت خونی انقلاب کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لئے ہمارے ارباب حل و عقد کو سب سے زیادہ ملک کی ان کمزوریوں کے سدھار کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو چاہیئے کہ وہ دوسری تدبیروں کے علاوہ ملک کے کسی حصہ میں "خود کاشت" زراعت کا بھی تجربہ کرے۔ اس طریق زراعت سے بہت سے ملکوں نے "زرعی اصلاحات" میں کامیابی حاصل کی ہے

لسانی مسائل اندرون ملک میں اور بہت سے مسائل ہیں۔ ان میں سب سے اہم "لسانی مسئلہ" ہے۔ اس لئے کہ اس کا تعلق قوم کے جذبات و حقوق سے ہے۔ مثلاً تامل ہندی پنجابی ہندی بنگالی اور ہندی کے جھگڑے ہیں۔ غرض ہندی کے مقابل بہت سی زبانیں کھڑی ہو گئی ہیں اور جب سے یہ سوال پیدا ہوا ہے ان تحریک میں حصہ لینا شروع کیا ہے۔ اس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہندوستان کی ایک سرکاری زبان ہونی چاہیئے۔ اور چونکہ جمہوریت میں اکثریت ہی کی مرضی قانونی پوزیشن اختیار کر لیتی ہے۔ ہندی کے سرکاری زبان ہونے پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے مگر اس کے ساتھ کسی دوسری زبان کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک بھی دور اندیشی نہیں کہلا سکتا۔ خصوصاً اردو جو سارے ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں اور یوپی و بہار کے بہت سے غیر مسلم معزز طبقہ کی بھی زبان ہے۔ اس کے ساتھ تو جتنی جلد ممکن ہو منصفانہ پالیسی اختیار کرنی چاہیئے۔ اس سے کہ ایک بڑی اقلیت کی بے اطمینانی جمہوریت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ اردو کا مطالبہ بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہ جب اسے بھارت کے دستور ۳۴۴ میں علاقائی زبان تسلیم کیا گیا ہے تو اسے ان کو وہ علاقے بھی دیئے جائیں جہاں اس کے بولنے والے موجود ہیں۔ تو اس مطالبہ کی معقولیت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے رداما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۸ء

آزاد ملک کے آزاد شہری

ہر سال ۱۵ اگست کو ملک کے طول و عرض میں خوشی منائی جاتی ہے۔ اس دن بھارت واسیوں کا خوش ہونا بجا ہے۔ کیونکہ آج سے گیارہ برس پہلے اسی تاریخ کو ہمارا ملک غیر ملکی حکمرانوں سے آزاد ہوا۔ یہ دن جہاں ملک واسیوں کے لئے خوشی اور مسرت کا پیغام لاتا ہے وہاں دوسرے پہلو سے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس پر پہونچ کر ہم اپنی رفتار اور منزلِ مقصود کا احسن طریق پر جائزہ لے سکتے ہیں۔ اور حقیقت میں ایسی تقریبات منائے جانے کا مقصد بھی یہی ہونا چاہیئے کہ ہمارا ہر دوسرا قدم ترقی کی طرف بڑھے۔

جیسا کہ ابھی کہا گیا اس ۱۵ اگست کو ہمارے ملک کو آزاد ہوئے گیارہ سال پورے ہو گئے۔ اور گو قومی تعمیر میں گیارہ سال کی مدت کچھ زیادہ نہیں پھر اس قلیل مدت میں ہمارے ملک نے مختلف جہتوں سے قابلِ تعریف ترقی کی ہے .... لیکن اس ترقی پر مطمئن ہو جانا یا اسی کو منزلِ مقصود سمجھ لینا غلطی ہے۔ وہ لوگ بھی یقیناً غلطی پر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ سب کام حکومت ہی کو کرنے چاہئیں کوئی ملک صرف حکمران طبقہ کی بیدار مغزی یا محنت سے بامِ عروج تک پہنچ نہیں سکتا بلکہ ہر قدم پر عوام کے تعاون اور اشتراکِ عمل کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں آزاد ملک کے آزاد شہریوں کی سی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں اور اس کے مطابق وطن کی تعمیرِ نو میں حصہ لینا چاہیئے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک جلد ترقی کرے اور اُسے سربلندی حاصل ہو تو سب سے پہلا کام ملک سے ناخواندگی کو دور کرنا اور عوام کو زیورِ علم سے آراستہ کرنا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو ملکی ترقی کے رستے میں جہالت سے بڑھ کر کوئی بڑی روک نہیں۔ اس سے نجات پا لینے کے نتیجہ میں ایک طرف سماج کی حالت سُدھرتی ہے تو دوسری طرف سارے ملک کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس موقعہ پر ایک تلخ حقیقت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ نئی پود میں پہلوں کی سی قابلیت اور وضعداری کا احساس پایا نہیں جاتا۔ اس کی وجوہات خواہ کچھ ہوں بہرحال یہ صورتِ حال قابلِ غور ضرور ہے۔ اگر ہم سچے دل سے اس بات کے متمنی ہیں کہ ہمارے ملک کو حاصل شدہ آزادی برقرار رہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے بھی ٹھوس بنیادوں پر کوشش کی ضرورت ہے۔

ہمیں اس حقیقت کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔ اسلئے کہ کسی قوم کا نوجوان طبقہ اُس کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پس نوجوانوں کی اصلاح کا کام بڑا اہم ہے اور اسے درجہ تقدم دیئے بغیر عملاً آزادی کی حقیقی سربلندی ممکن نہیں۔ جو شخص اس کی اہمیت کو نظر انداز کرتا ہے وہ ایک بڑی حقیقت سے منہ موڑتا ہے۔

اس کے بعد عوام کے دلوں میں اطمینان اور مشترکہ مقصد کے لئے پُر خلوص جدوجہد کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے مگر افسوس کہ اس مشینی دور میں دنیا کے دماغ بھی ایک مشین بن کر رہ گئے ہیں پہلے کا سا خلوص معدوم ہو رہا ہے۔ ہر شخص دھن دولت کو سمیٹنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اس کے لئے ہر جائز و ناجائز وسائل عمل میں لانے سے نہیں چوکتا۔ حالانکہ دنیا میں دولت ہی سب کچھ نہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر انسانیت کے لئے پُر خلوص مساعی اور بے لوث خدمات ہیں۔ آئے دن کی ہڑتالیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر عدم تعاون کی تحریکیں اس بے اطمینانی اور ایک بلند مقصد سے بے اعتنائی کا ناقابلِ تردید ثبوت ہیں۔ سالِ رواں میں ہڑتالوں کی غیر معمولی کثرت سے متاثر ہو کر ایک موقعہ پر وزیر مواصلات نے اپنی وزارت کو وزارتِ ہڑتال اور اپنے تئیں وزیر ہڑتال قرار دیا۔ موصوف کا اس رنگ میں اظہارِ خیال لطیفہ گوئی سے بڑھ کر حقیقت بیانی ہے!!

بعض صورتوں میں ہڑتالیں کسی وقت کسی ایک طبقہ کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتی ہوں۔ مگر جس صورت میں کہ اس آسان ذریعہ سے اپنے مطالبات منوانے کے جراثیم مزدور طبقہ سے نکل کر طلباء میں بھی سرایت کر چکے ہیں اور کوئی مہینہ شاذ ہی ایسا گذرتا ہے جب کسی تعلیمی ادارہ کے طلباء اس مہلک مرض کے شکار نہ ہو جاتے ہوں (حالانکہ طالب علم کے پاکیزہ مطمحِ نظر اور ان نامناسب تحریکات میں حصہ دار بننے میں دور کا واسطہ بھی نہیں) مگر بدقسمتی سے اب طلباء میں یہ وبا پھیل رہی ہے اسلئے ملک کے وسیع مفاد کے پیشِ نظر ہمارے خیال میں ہڑتالوں کو جلد سے جلد قانوناً بند کر دیا جانا چاہیئے۔ تا ایسی ایجی ٹیشنوں کے ذریعہ جو ملکی قوت رائیگاں جاتی ہے وہ کسی مفید تعمیری کام میں لگائی جا سکے!!

تیسرے نمبر پر ملک کے غذائی مسئلہ کا حل ہے۔ حال ہی میں جب وزیر اعظم پنجاب کی راجدھانی چنڈی گڑھ تشریف لائے تو مورخہ ۳؍۷ کو ایک موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے لوگوں کو پیداوار خصوصاً زرعی پیداوار میں اضافہ کرنے کی تلقین کی اور کہا کہ

"خوراک کے مسئلہ کے حل پر ہی ملک کی ترقی اور خوشحالی کا انحصار ہے کسی ملک کی خوشحالی اس بات سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ وہ کیا کچھ اور کتنی مقدار میں برآمد کرتا ہے" (پرتاپ ۱۰؍۸؍۵۸)

ملک کو آزاد ہوئے گیارہ سال ہو گئے پہلا پلان پورا ہو کر دوسرا زیر عمل ہے۔ مگر خوراک کا مسئلہ ابھی خاطر خواہ رنگ میں حل نہیں ہو سکا۔ ہر سال ہزاروں ہزار من غلہ بیرونجات سے درآمد کرنا پڑتا ہے!! اس کا مطلب یہ نہیں کہ حکومت ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کی کوششیں قابلِ تعریف ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مزید جدوجہد چاہیئے۔ ہمارے خیال میں موجودہ حالات ہی میں بہت حد تک اس مسئلہ کا حل نکل سکتا ہے۔ البتہ اس کے لئے سہ طرفہ کوشش کی ضرورت ہے یعنی ایک طرف حکومت دوسری طرف کاشتکار اور تیسری طرف ملک کا غیر کاشتکار طبقہ یعنی عوام سب کے کامل اشتراکِ عمل سے ملک کی غذائی صورت زیادہ مستحکم ہو سکتی ہے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے۔ اس نے بہت حد تک اس طرف توجہ دی ہے ملک میں مختلف مقامات پر آبپاشی کے ذرائع وسیع کئے جا رہے ہیں۔ دریاؤں پر بند لگانے۔ متعدد مصنوعی جھیلیں تیار کرنے سے زیادہ سے زیادہ علاقہ کو قابلِ کاشت بنانے کے منصوبے زیرِ عمل ہیں۔ مگر جس صورت میں کہ دنیا میں سیاسی حالات دن بدن پیچیدہ ہو رہے ہیں۔ غذائی پہلو سے ملک کا جلد از جلد خود کفیل ہو جانا نہایت ضروری ہے تا ہنگامی صورتِ حال میں بیرونی امداد کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ رہے۔

اس کے لئے سب سے پہلے زیادہ اناج مہم کو تیز کیا جائے۔ اور آبپاشی کی سہولیات بہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ کاشتکاری کے جدید طریقوں سے عوام کو نہ صرف آگاہ کیا جائے بلکہ حکومت اپنی نگرانی میں ان پر عمل بھی کرائے۔ ماہرینِ زراعت عوام سے قریبی رابطہ پیدا کریں اور صرف تقاریر پر انحصار نہ رکھا جائے بلکہ ماہرین لوگوں کے ساتھ کھیتوں پر پہنچیں اور انہیں عملی رنگ میں جدید طریقہ ہائے کاشت کی ٹریننگ دیں۔ ایسا کرنے سے یقینی طور پر موجودہ ذرائع ہی سے زیادہ نفع کی امید ہے۔

کاشتکاروں کے بعد ملک کا غیر کاشتکار طبقہ خوراک کے مسئلہ کو حل کرنے میں بڑی مدد دے سکتا ہے۔ مگر حکومت کے تعاون کے ساتھ۔ وہ اس طرح کہ پہلے ملک کے ایک ایک فرد کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے کہ جہاں تک ہو سکے خوراک کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ اس کے لئے محض تقریروں سے بڑھ کر عوام سے رابطہ پیدا کر کے ان کو اس کے لئے تیار کیا جائے۔ مثلاً سب سے پہلے حکومت ماہرین کے مشورہ سے ایسے طریقے دریافت کرے جن سے اناج کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ پھر دیہہ بدیہہ قصبہ بہ قصبہ پہنچ کر عوام کو اپنے اناج کی حفاظت کے ایسے طریقے بتائے جائیں جن پر عمل پیرا ہونے سے کسانوں کا اناج کیڑوں اور چوہوں کی نذر ہونے سے بچ جائے۔ علاوہ ازیں روزمرہ کی خوراک میں کفایت سے کام لینے کا سلیقہ مؤثر رنگ میں بتایا جائے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ عام طور پر گھروں میں خوراک کا ایک حصہ ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اگر اس کا تحفظ کر لیا جائے تو ہزاروں ہزار من غلہ بچ سکتا ہے۔ موٹے اندازے کے مطابق اوسطاً ہر گھر میں ہر ماہ دو سیر خوراک ضائع جاتی ہے۔ اگر ایسے گھروں کی تعداد کم سے کم پانچ کروڑ بھی سمجھ لی جائے تو ہر ماہ پچیس لاکھ من خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بڑی ضرورت ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کام کانگریسی ورکر یا ملک کی دوسری سوسائٹیوں کو اپنے ذمہ لینا (باقی صفحہ پر)

حضرت سیدہ اُمّ ناصر رضی اللہ عنہا اور الفضل کا اجراء

سلسلہ احمدیہ کے لئے قربانی و ایثار کی درخشندہ مثال

(از مکرم مسعود احمد صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواتین مبارکہ کے متعلق بھی ایک وعدہ دیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔"

سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بعد حضور علیہ السلام کے خاندان میں جو خواتین آپ کی نسل میں ہونے کی وجہ سے آئی ہیں وہ تو بوجہ آپ کی نسل ہونے کے پہلے سے خواتین مبارکہ ہیں۔ اس الہام میں خاص طور پر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد خاندان میں شامل ہونے والی اُن خواتین مبارکہ کی طرف اشارہ ہے جو دوسرے گھروں میں پیدا ہوئیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی نوازش نے اُن کو چُنا اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک خاندان میں داخل کر دیا اور ایسے رنگ میں داخل فرمایا کہ وہ ذریتِ طیبہ کا ایک حصہ بن گئیں۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی مشیتِ خاص نے جس مقدس و مطہر وجود کو سب سے پہلے چُنا وہ اس الہام کی رُو سے خواتین مبارکہ کے مقدس و مطہر زمرہ میں شامل ہو کر ذریت طیبہ کا ایک حصہ بنے وہ حضرت سیدہ اُمِّ ناصر صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وجود گرامی تھا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ کی پہلی بہو بنیں، اور اس امتیازی حیثیت سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل ہوئیں اور اسی طرح آپ کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی حرم اول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

تاریخ احمدیت کا سنہری باب

آپ نے بہت جلد اپنے جذبۂ قربانی و ایثار، اخلاق فاضلہ اور دیگر اوصاف حمیدہ سے ثابت کر دکھایا کہ واقعی آپ ہی اس قابل تھیں کہ مشیت الٰہی کے نزدیک آپ نئی نسل میں باہر سے آنے والی خواتین مبارکہ میں اولیت کے امتیازی شرف کی اہل قرار پائیں۔ آپ نے ہر کڑے اور نازک وقت میں جس جرأت اور دلیری اور پامردی و ہمت کے ساتھ سلسلہ کی ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے قربانی و ایثار کا عظیم الشان مظاہرہ کیا اور جماعت کی رہنمائی کرنے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہاتھ بٹایا اسے تاریخ احمدیت کے ایک سنہری باب کی حیثیت حاصل ہے اس کا تذکرہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور رہتی دنیا تک آنے والی نسلیں اس پر محبت و عقیدت اور قبولیت کے پھول نچھاور کرتی رہیں گی۔

ایک درخشندہ واقعہ

انہی تابندہ و درخشندہ واقعات میں سے ایک اہم واقعہ انتہائی نامساعد حالات میں اخبار "الفضل" کے اجراء کیا تھا تعلق رکھتا ہے۔ اس وقت سلسلہ کی غمخواری اور اس کی زندگی و ترقی کے لئے جس دردو جاں نثاری کا آپ نے ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

۱۹۱۳ء کی بات ہے کہ جبکہ ایک طرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بیرونی مخالفت روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اور دوسری طرف جماعت میں اندر ہی اندر ایسا عنصر پیدا ہو رہا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی تعلیم سے جماعت کو دور لے جانے کی کوشش میں تھا اُس نازک وقت میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک اخبار جاری کرنے کا ارادہ فرمایا۔ کیونکہ اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی [illegible] جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے، اُن کی سستی کو جھاڑے، ان کی محبت کو ابھارے، اور ان کی ہمتوں کو بلند کرے تا وہ ایمان و یقین کی مضبوط چٹان پر قائم ہو کر ہر طرف سے اُمڈنے والے طوفانوں کا مقابلہ کر سکیں لیکن اس وقت حضور ایدہ اللہ کے پاس نہ سرمایہ تھا اور نہ دیگر ضروری وسائل میسر تھے کہ جن کی مدد سے آپ اخبار جاری فرما سکیں۔ بہ ظاہر امید بر آنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

اُس وقت سلسلہ کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے حضرت سیدہ اُمّ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیش قیمت طلائی کڑے اپنی مرضی سے خود حضور کی خدمت پیش کر دیئے کہ حضور انہیں فروخت کر کے اخبار جاری فرمائیں اور پھر آپ نے صرف اپنے ہی کڑے نہیں دیئے بلکہ اپنے بچپن کے زمانے کے وہ کڑے بھی پیش کر دیئے جو آپ نے اپنی بچی صاحبزادی ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ عورت کو اپنا زیور بہت عزیز ہوتا ہے اور اولاد کیلئے ماں کی محبت تو ضرب المثل کا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن حضرت سیدہ مرحومہ نے اس وقت سلسلہ کی ضرورت پر خود اپنے جذبات اور اولاد کی محبت کو قربان کر دکھانے میں ذرہ بھر بھی پس و پیش سے کام نہ لیا اور نہ صرف اپنا زیور حضور کی خدمت میں پیش کر دیا بلکہ وہ زیور بھی حضور کے قدموں میں لا ڈالا جو اپنی عزیز بچی کے استعمال کے لئے اپنے پاس بصد شوق رکھا ہوا تھا۔ یہ دونوں زیور حضور ایدہ اللہ نے پونے پانچ سو روپے میں فروخت کئے اور اس طرح اُس سرمائے کی پہلی قسط فراہم ہوئی جس سے اخبار "الفضل" جاری ہوا۔ اس کے لئے سرمایہ فراہم کرنے میں جن اور دو بزرگ اور مقدس ہستیوں نے حصہ لیا ان میں سیدۃ النساء حضرت اُمّ المومنین نور اللہ مرقدہا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی شامل تھے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک زمین جو ایک ہزار روپے میں بکی عنایت فرمائی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ نے کچھ نقد رقم اور کچھ زمین دی۔ جو تیرہ سو روپے میں فروخت ہوئی اور [illegible] الفضل کو چلانے میں کام آیا۔ حضرت سیدہ محترمہ اور مقدس و مطہر وجود الفضل کے اجراء کا باعث بنے ان کے گراں بار احسان سے جماعت احمدیہ قیامت تک سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ اور ان میں سے بھی خاص اس موقع پر جذبات کی جو قربانی حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دکھائی وہ اتنی عظیم الشان ہے جس کے آگے احترام سے سر جھکے بغیر نہیں رہتے۔

قربانی کا عظیم الشان جذبہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس قربانی اور سلسلہ کی غمخواری کا نہایت شاندار الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۲۴ء میں اس عظیم الشان جذبہ قربانی کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں رقم فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنوئیں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اُس زمانہ میں شاید سب سے زیادہ مذموم تھا اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانسو کو وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے۔ یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔ الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گا۔"

(الفضل ۴ر جولائی ۱۹۲۴ء)

حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ قربانی سلسلہ احمدیہ کی جس عظیم الشان خدمت کا سبب بنی اور اس کے نتیجے میں جماعت کی زندگی اور اس کی ترقی کا جس طرح رستہ ہموار ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے ذکر فرماتے ہیں:-

"اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق اُلٹ دیا۔ بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا۔ کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔ لوگ اس دوکان کو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں۔ مگر اس گلاب کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا اور میرے لئے خدمت کا کونسا دروازہ کھولا جاتا۔ اور جماعت میں روز مرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جا سکتا۔"

(الفضل ۴ر جولائی ۱۹۲۴ء)

احسانِ عظیم

بحسبہ الفضل کے اجراء کے لئے حضرت سیدہ اُمِ ناصر رضی اللہ عنہا نے جو عظیم الشان قربانی کی، یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جماعت میں سر اُٹھانے والے ایک بہت بڑے فتنہ کا استیصال ہوا۔ اور جماعت ایک نئی روح اور نئی زندگی سے ہمکنار ہوئی۔ اور اس وقت سے آج تک ساری جماعت الفضل میں شائع ہونے والے حضور ایدہ اللہ کے روح پرور خطبات سے فیضیاب ہوتی چلی آرہی ہے۔ اور انشاء اللہ ہوتی چلی جائے گی۔ لاریب حضرت سیدہ مرحومہ رضی اللہ عنہا کا یہ وہ احسان عظیم ہے جس سے جماعت تاقیامت سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ الفضل جو حضرت سیدہ مرحومہ کی قربانی کے نتیجے میں جاری ہوا۔ ایک چشمۂ روحانی کی حیثیت رکھتا ہے جس کا فیض ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اور آنے والی نسلیں قیامت تک اس چشمے سے سیراب ہو کر آپ کی اس عظیم الشان قربانی کو خراج عقیدت پیش کرتی رہیں گی۔ اور آپ کے لئے ہمیشہ دعا گو رہیں گی۔ خدائے ارحم الراحمین تو حضرت سیدہ موصوفہ کی روح پر ہزاراں ہزار رحمتیں نازل فرما جس طرح ان کی قربانی ہمارے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے چشمۂ فیض کو جاری کرنے کا موجب بنی ہے اسی طرح تیرے فضل سے ابد تک ان کے درجات بلند ہوتے چلے جائیں اور تیرے مقامات قرب میں بلند سے بلند مقام ان کو عطا ہو۔ اور ہمیں بھی حضرت سیدہ مرحومہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تیرے سلسلہ کی خاطر قربانی کرنے اور کرتے چلے جانے کی توفیق ملتی رہے۔ آمین یا ارحم الراحمین ۔

جناب خانصاحب منشی برکت علی صاحب شملوی کا انتقال

یہ خبر جماعت میں نہایت افسوس سے سنی جائے گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص صحابی محترم جناب خانصاحب منشی برکت علی صاحب شملوی رضی اللہ عنہ ۷ر اگست کو گیارہ بجے صبح راولپنڈی میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۴ سال تھی۔ آپ نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور ایک زمانہ میں عرصہ دراز تک جماعت احمدیہ شملہ کے امیر رہے۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ ایک لمبا عرصہ مرکز سلسلہ میں آنریری جائنٹ ناظر بیت المال کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ علم دوست، مخیر اور سلسلہ کیلئے بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے والے بزرگ تھے۔ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد پہلے قادیان میں اور تقسیم ملک کے بعد ربوہ میں سکونت اختیار کی۔ اس سال عارضی طور پر راولپنڈی تشریف لے گئے اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ راولپنڈی سے آپ کا جنازہ ربوہ لایا جا رہا تھا۔ لیکن سیلاب کی وجہ سے خوشاب سے آگے نہ آسکا۔ اس لئے سردست خوشاب میں ہی امانتاً دفن کر دیا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہماری بھاوجہ صاحبہ کا انتقال

اور

احباب کرام کا شکریہ

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی)

ہماری بھاوجہ صاحبہ سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ کی وفات کو جماعت میں جس رنگ میں محسوس کیا گیا ہے وہ انکی غیر معمولی ہردلعزیزی اور نیکی اور تقویٰ کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ ہرچند کہ گذشتہ چند دن سے انکی بیماری کے متعلق الفضل میں اعلان چھپ رہے تھے اور بیماری کے تشویشناک پہلو کے متعلق بھی اشارات کافی واضح تھے پھر بھی ان کی وفات کی خبر ایک اچانک صدمہ کے رنگ میں محسوس کی گئی جس نے اس کی تلخی کو بہت بڑھا دیا۔ مگر اس حادثہ کا زیادہ تلخ پہلو یہ ہے کہ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے اور کسی قدر نامکمل اطلاعات کی بناء پر مرحومہ کے زندگی بھر کے رفیق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی جو اس وقت نخلہ میں تشریف رکھتے تھے ان کی زندگی میں مری نہیں پہنچ سکے اور یہ حسرت دونوں کے دلوں میں رہی ہوگی کہ اس دُنیائے ناپائیدار میں ان کی آخری ملاقات نہیں ہو سکی۔ اور حضرت صاحب تیز سفر کرنے کے باوجود وفات سے چار پانچ گھنٹے کے بعد مری پہنچے۔

حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ مرحومہ کا نکاح اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام رڑکی ہوا تھا جہاں ان کے والد محترم حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم جو قدیم صحابہ میں سے تھے ان ایام میں متعین تھے اس تقریب میں حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی شامل ہوئے۔ اگلے سال یعنی اکتوبر ۱۹۰۳ء میں بمقام آگرہ آپ کا رخصتانہ ہوا (الفضل کی یہ رپورٹ کہ شادی ۱۹۰۲ء میں ہوئی تھی بعد کی تحقیق سے درست ثابت نہیں ہوئی) اس طرح حضرت سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ مرحومہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ساتھ قریباً پچپن چھپن سال گزارے جو خدا کے فضل سے ایک غیر معمولی زمانہ ہے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا بھی ایک لمبا موقعہ میسر آگیا اور پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی دوسروں کی نسبت زیادہ عطا کی جن میں سے اس وقت خدا کے فضل سے سات لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ موجود ہیں۔ ان میں سب سے بڑے عزیزم مکرم مرزا ناصر احمد سلمہ ہیں اور سب سے چھوٹا عزیز مرزا رفیق احمد ہے جو ابھی تک زیر تعلیم اور ناقابل شادی ہے اور سیدہ مرحومہؓ کو بہت عزیز تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل ورحمت کے سایہ میں جگہ دے اور ان کے زخمی دلوں پر اپنی جناب سے مرہم کا پھایہ رکھے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہ نہایت ملنسار سب کے ساتھ بڑی محبت اور کشادہ پیشانی سے ملنے والی اور حقیقتاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے گھر کی رونق تھیں اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد جماعت کی مستورات کا گویا وہی مرکز تھیں۔ کیونکہ عمر میں بھی وہ ہمارے خاندان کی سب خواتین میں بڑی تھیں اور طبیعت کے لحاظ سے بھی اس امتیاز کی اہل تھیں۔ بے شک ہماری بڑی ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ کو بھی یہ وصف نمایاں طور پر حاصل ہے مگر وہ لاہور میں رُک جانے اور بعض اُلجھنوں میں پھنس جانے کی وجہ سے ربوہ کی مرکزیت میں عملاً حصہ دار نہیں بن سکیں اس لئے عملاً یہ فرض سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہؓ کے ذمہ ہی رہا۔ لہٰذا ان کی وفات نے وقتی طور پر یقیناً ایک خلا سا پیدا کر دیا ہے جسے دور کرنے والا خدا ہی ہے۔

سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہؓ نے بہت بے شر طبیعت پائی تھی ان کے وجود سے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچی اور ان کا وجود ساری عمر اسی نوع کی معصومیت کا مرکز بنا رہا۔ نیکی اور تقویٰ میں بھی مرحومہؓ کا مقام بلند تھا۔ غالباً یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہؓ کو جو جیب خرچ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے ملتا تھا وہ سب کا سب چندہ میں دے دیتی تھیں اور آدھی موصیوں سے بھی تھیں۔ جب تک ان کو روزوں کی طاقت رہی روزے رکھے اور بعد میں بہت التزام کے ساتھ فدیہ ادا کرتی رہیں۔ یہ انہی کی نیک تربیت کا اثر تھا کہ ان کی اولاد خدا کے فضل سے نمازوں اور دعاؤں میں خاص شغف رکھتی ہے۔ سیدہ اُم ناصر احمد صاحبہؓ کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ وہ عرصہ دراز تک لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدر رہیں۔

حضرت اُم ناصر احمد صاحبہؓ کی وفات کے نتیجہ میں احباب جماعت کو اس وقت خاص طور پر چار دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیئے (اوّل) یہ کہ حضرت صاحب کی طبیعت پر ان کی وفات کا کوئی ایسا اثر نہ پڑے جو حضور کی بیماری اور تکلیف میں اضافہ کرنے کا موجب ہو (دوسرے) یہ کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی اولاد کا حافظ وناصر ہو خصوصاً عزیز رفیق احمد کا جو اس وقت بہت غمزدہ اور مضمحل ہے (تیسرے) یہ کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ میں بہت لطیف دعا سکھائی ہے جماعت ہماری بھاوجہ مرحومہ کے نیک اعمال کے اجر سے محروم نہ ہونے پائے (چوتھے) یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ربوہ میں خواتین کے لئے کوئی ایسا وجود پیدا کرے جو اپنے اندر مرکزیت کا مقام رکھتا ہو تاکہ احمدی مستورات اسے مل کر اپنے دلوں میں روحانی راحت پائیں اور اپنے مسائل میں مشورہ حاصل کر کے سکون حاصل کریں۔ ہماری دوسری بھاوج سیدہ اُم متین صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں قابل رشک انہماک رکھتی ہیں اور ایک طرح سے خط وکتابت کے کام میں حضرت صاحب کی گویا پرائیویٹ سیکرٹری بھی ہیں مگر طبعاً انکی مستورات سے ملاقات کرنے کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے اور کبر طبائع کی مناسبت بھی جدا گانہ ہوتی ہے اسلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ جو بات میں نے فقرہ نمبر چہارم کے ماتحت لکھی ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس کا کوئی احسن انتظام فرمائے۔ یا ہماری ہمشیرہ کے لئے ہی ربوہ میں آکر خیر وخوبی کے ساتھ آباد ہونے کا رستہ کھل جائے۔

اس موقعہ پر بے شمار بھائیوں اور بہنوں نے دلی محبت اور قلبی ہمدردی کے ساتھ تعزیت کے پیغامات بھجوائے ہیں جو تاروں اور خطوں اور ٹیلیفون کے ذریعہ پہنچے ہیں اور پہنچ رہے ہیں ان پیغامات کے بھجوانے والوں میں کافی تعداد غیر احمدی اصحاب کی بھی ہے۔ اسی طرح بہت سے اداروں کی طرف سے بھی ہمدردی کے ریزولیوشن پہنچ رہے ہیں ان سب کے لئے ہمارے دلوں میں مخلصانہ شکریہ کے جذبات جاگزین ہیں حقیقتاً ایسے موقعہ پر دوستوں اور عزیزوں اور ہمدردوں کے محبت کے پیغامات انسان کے لئے بڑے سہارے کا موجب ہوتے ہیں۔ گو اصل سہارا بہرحال خدا کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں اور بہنوں کو جزائے خیر دے اور سب کو اپنے فضل ورحمت کے سایہ میں رکھے اور سب کا حافظ وناصر ہو اور جس طرح انہوں نے ہمارے غم کا بوجھ بانٹا ہے اللہ تعالیٰ ان کے بوجھوں کو دور فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ ۱۴ر اگست ۱۹۵۸ء

شیر علی — ایک فرشتہ

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۸۷۶ء میں ذیل کا کشف ہوا:۔

"میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی، اور ہر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور ایک مصفّا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہو گیا اور میں اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گیا"

(تذکرہ طبع جدید ص ۳۰)

جماعت احمدیہ میں یہ خیال ہمیشہ راسخ رہا ہے کہ اس کشف کے مصداق حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور قرائن اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ فرشتہ خصلت تھے۔ اور یفعلون ما یؤمرون کی ملکی صفت یعنی اطاعت گذاری اور وفا شعاری اور انکساری ان کی ہر حرکت و سکون میں عیاں تھی۔

دوم آپ نے ساری عمر اس مجاہدہ میں صرف کر دی کہ خطبات و مضامین اور تفسیر انگریزی کے ذریعہ اس "میل اور کدورت" کو دور کرتے رہیں، جو مولوی محمد علی صاحب مرحوم امیر غیر مبائعین جمع کرتے رہتے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب ساری عمر حضرت مسیح موعودؑ کی طرف "بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ" منسوب کرتے رہے اور حضورؑ کے "مصفّا نور" کو اپنے تحریف و تبدل کے "مواد" کے نیچے دبانے کی کوشش میں رہے۔

سوئم۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو تنزل سے محفوظ رکھے گا۔ جب کہ بظاہر ان کے مرتبہ کے اکابر جماعت خروج کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف "میل اور کدورت" منسوب کرنے لگیں گے نہ صرف یہ کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ تنزل سے محفوظ رکھے گا بلکہ ان کو یہ توفیق بھی عطا کرے گا کہ وہ باغی افراد کی طرف سے پیدا کردہ "میل اور کدورت" کو دور کریں اور مدافعت کریں۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ خلافت ثانیہ کے قیام پر اکابرین جماعت کا ایک حصہ خلافت سے باغی ہو کر تنزل کا شکار ہو گیا اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو بعہدہ ناظر اعلیٰ، بحیثیت ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ بطور مفسّر قرآن مجید (انگریزی) اور امیر مقامی وغیرہ خلافتِ ثانیہ سے پوری مدافعت کی توفیق میسّر ہوئی۔ اس میں آپ کے اقارب کے لئے سامان وعظ و نصیحت ہے۔ کہ یہ تو تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ وہ فرشتہ تھے۔ لیکن ان کے قدم بقدم مارنا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے فیوض و برکات کا سرچشمہ اطاعت گذاری اور خلافت سے وابستگی کو جانتے تھے۔ اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ اس پر شاہد ناطق ہے چونکہ وہ تمہارے نزدیک بھی فرشتہ تھے تو ان کے آئینہ میں اپنی شکل دیکھ لو کیسی ہے اور جس شخص یعنی (مولوی محمد علی صاحب) کے خلاف وہ ساری عمر جہاد کرتے اور اس کے عقاید کی تغلیط کرتے رہے تم اسی شخص اور اس کے ساتھیوں کی ہمنوائی کر رہے ہو۔ یہ تو اباء و استکبار کا طریق ہے جو خسران مبین ہے نہ کہ ملائکہ کا قدم بقدم چلنے والا طریق۔ مولوی محمد علی صاحب کی صالحیت کے قصہ پارینہ ہو جانے کا علم حضرت مسیح موعودؑ کو دے دیا گیا تھا۔ اب دیکھ لو کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اور ان کے طریق پر چلنے والوں کی ہمنوائی میں فلاح ہے یا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی ہمنوائی میں۔

اس کشف کا متبادر اور اقرب مفہوم یہی سمجھ آتا ہے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اس کے مصداق ہیں۔ اس متبادر مفہوم سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن رویا اور کشف کا بعض دفعہ ایک ظاہری مفہوم ہوتا ہے اور ایک یا ایک سے زیادہ بطن ہوتے ہیں اور ہر ایک مختلف زاویہ نگاہ سے اپنی اپنی جگہ صحیح ہوتا ہے۔ چنانچہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بطن کے طور پر اس رؤیا سے مراد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

اور یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں کہ غیر مبائعین نے جو غلط باتیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیں اور "میل اور کدورت" اور "بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ" جو حضورؑ کی طرف منسوب ہوا تفادہ حضور ایدہ اللہ کی تفسیر کبیر کے ذریعہ نکال کر پھینکے پر بدرجہ اولیٰ منطبق ہوتا ہے۔ چنانچہ اس تفسیر کبیر نے ایک مصفا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا۔ مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے"۔

رؤیا میں "شیر علی" کو فرشتہ کہا گیا ہے۔ حضورؑ کی وحی میں سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کو یوسف کہا گیا ہے اور حضرت یوسفؑ کے متعلق قرآن مجید میں "ملک کریم" یعنی فرشتہ کا لفظ آیا ہے اور ہر خلیفہ راشد فرشتہ صفت ہی ہوتا ہے۔ اس میں بھی کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ خلفاء راشدین شیر ہوتے ہیں۔ آیت استخلاف کے مطابق ان کے زمانہ میں خوف کی آندھیاں چلتی ہیں۔ لیکن امن میں تبدیل ہو جاتی ہیں چنانچہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا کے بہترین مورد بھی خلفاء کرام ہوتے ہیں۔ خلافت ثانیہ میں بیائی فتنہ۔ ارتداد ملکانہ، یورش احرار، تقسیم ملک کے حالات، ۱۹۵۳ء کا فساد۔ مصریوں۔ مستریوں اور عبد المنان وغیرہ کے فتنے۔ ان تمام میں بفضلہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مستحکم رہے۔ اور آپ کے پائے ثبات میں ذرہ بھر لغزش نہ آنے پائی۔ اسی لئے آپ کو حضور کی وحی میں "اولو العزم" اور "فضل عمر" گویا حضرت عمرؓ کی طرح نڈر بتایا گیا ہے۔ نیز جو شخصیت وحی کے مطابق "صاحب شکوہ اور عظمت" ہو۔ "مسیحی نفس" ہو۔ "روح الحق کی برکت" اس کے شامل حال ہو اور "علوم ظاہری و باطنی سے پُر" ہو۔ "روح الحق کی برکت" اس کے شامل حال ہو۔ "مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا ... جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے "اپنی روح" ڈالی اور "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"۔ ایسی صفات کے مالک مصلح موعود کے فرشتہ صفت اور شیر ہونے میں کسی مومن کو کیا کلام ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہوئی فرشتہ اور شیر کی تشریح۔ اب علی اور شیر علی کی تشریح بیان کی جاتی ہے۔

(۱) علی سے مراد اللہ تعالیٰ ہے چنانچہ حضورؑ نے خواب میں ڈپٹی قائم علی کو دیکھنے کی تعبیر میں فرمایا "قائم علی میں" علی "خدا کا نام ہے"۔ (تذکرہ ص ۴۴۵)

گویا اللہ تعالیٰ جو علی ہے یعنی علو مرتبہ والا ہے۔ اس کے شیر سیدنا حضرت مصلح موعود ایسا عظیم الشان کام کریں گے۔ یہ ایسا فقرہ ہے جیسے مشہور و معروف فقرہ "اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب"۔ میں حضرت علیؓ کو "اللہ کا شیر" کہا جاتا ہے۔ گویا یہ اسی طرح مضاف مضاف الیہ ہے جیسے حضور کی ذیل کی وحی میں "شیر خدا" مضاف مضاف الیہ ہے۔ "لوگ آئے اور دعوے کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا۔ شیر خدا نے فتح پائی"۔ (ص ۴۱۰)

(۲) علی سے مراد سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ہیں اور آپ کے شیر حضرت مصلح موعود ہیں۔ ان معنوں میں بھی یہ مضاف مضاف الیہ ہے۔ حضورؑ کو وحی میں علی کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ چار بار یہ الہام ہوا۔ "کتاب الولی ذوالفقار علی"۔ (تذکرہ ص ۷۴۔ ۲۴۶۔ ۲۷۸۔ ۳۶۹) یعنی حضورؑ کی کتب مدافعت عن الدین کرنے میں حضرت علی کی تلوار کا کام کرتی ہیں۔ اسی طرح حضور کی وحی میں ہے "ہمارا نام ہے علی باسل"۔ (ص ۸۲۳) باسل بہادر کو کہتے ہیں۔

(۳) شیر علی بدل مبدل منہ بھی قرار پا سکتا ہے، شیر یعنی علی۔ گویا حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کو مثیل علی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس تشریح کی تائید حضورؑ کی وحی سے ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ایک اور رؤیا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں ...... سو اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ میں علی مرتضیٰ ہوں اور ایسی صورت واقعہ ہے کہ ایک گروہ خوارج میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے۔ اور اس میں فتنہ انداز ہے تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تودّد سے مجھے فرماتے ہیں کہ یا علی دعھم وانصارھم وزراعتھم یعنی اے علی ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے"۔ (ص ۲۱۰/۲۱۱)

انبیاء کی بعض پیشگوئیوں میں ان سے مراد ان کے خلفاء ہوتے ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی چابیاں دی گئیں۔ لیکن حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ان ممالک کے مفتوح ہونے سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ کے اس رؤیا کے مصداق ہونے کے متعلق بہت سے قرائن ہیں مثلاً

اوّل۔ اس رؤیا میں خلافت کی مزاحمت کا ذکر ہے چنانچہ حضرت علی کی طرح حضرت خلیفہ ثانی خلیفہ ہیں، حضرت علیؓ کی مماثلت کا ذکر ہے حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے نہ کہ حضرت علیؓ جیسے خلیفہ۔

دوم۔ خوارج کا ظہور حضرت علیؓ کی خلافت میں ہوا۔ اور یہاں خلافت ثانیہ میں۔۔ جماعت میں سے بعض لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اعتراض کرتے تھے اور وہی لوگ اور ان کے امثال خلافت اولیٰ میں زیادہ شد و مد سے اندرونی مخالفت کرتے اور فتنہ کو ہوا دیتے رہے۔ بایں ہمہ یہ لوگ جماعت سے الگ نہیں ہوئے۔ بلکہ خلافت ثانیہ میں

[illegible] کی شکل میں الگ ہوئے۔ اس لئے ان پر [illegible] یہ الفاظ صادق آتے ہیں کہ "ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے۔"

(۲) شیر علی میں علی شیر کی صفت بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی ایسا شیر جو عالی مرتبہ ہو۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کے عالی مرتبت کا ذکر پیشگوئی بابت مصلح موعود کے مختلف فقرات سے ظاہر ہے جس کا کچھ ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ مزید یہ کہ "اسیروں کی رستگاری ان کے ذریعہ ہوسکنے۔ زمین کے کناروں تک شہرت پانے اور قوموں کے ان سے برکت پانے کا بھی ذکر ہے۔ علی کی مناسبت مظہر الحق والعلا سے بھی معلوم ہوتی ہے۔

تفسیر کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ذیل کا خواب دیکھا:۔

"ایک چوغہ زریں جس پر سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لے کر بھاگا۔ اس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا۔ بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں اور معلوم ہوا کہ چور اس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔

فرمایا۔ اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے مگر ایسا نہیں ہوگا اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی واللہ اعلم۔" (ص ۶۶۴)

اس رؤیا میں چوغہ کا مفہوم تفسیر کبیر بتایا گیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ گویا چوغہ (تفسیر) جو غیب سے عنایت ہوا ہے اسے ایک چور لے کر بھاگا اور چور پکڑا گیا اور چور کی غرض تفسیر کو نابود کرنا تھی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی یوں پوری ہوئی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب انجمن سے سالہا سال تنخواہ پا کر تفسیر تیار کرتے رہے۔ اور خلافت ثانیہ کے قیام پر بغیر اجازت بہانہ کر کے قادیان سے تمام تفسیری نوٹ اور قیمتی کتب لے گئے کہ وہ کسی پہاڑ پر جا کر اس کام کی تکمیل کریں گے پھر نہ تو واپس آئے اور نہ ہی صدر انجمن قادیان کو کتب اور تفسیری نوٹ واپس کئے۔ اس امر کے ظاہر ہونے کے علاوہ یہ بھی عیاں ہو گیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب حضور علیہ السلام کے "ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب" کرنے پر عمر بھر ادھار کھاتے رہے نبی کے معنی غیر نبی کے اور پسر اور فرزند کے معنی غیر پسر اور غیر فرزند کے اور تخم اور صلب کے معنی غیر تخم اور غیر صلب کے کرتے رہے اور بہت سی آیات کی تفسیر حضور علیہ السلام کی تفسیر کے مخالف کرتے رہے۔

"چوغہ جو "تفسیر کبیر" بن گیا۔ اس کے متعلق رؤیا میں ذکر ہے کہ "غیب سے دیا گیا ہے" اور قرآن مجید لا یمسّہ الّا المطہّرون کا اصول بتاتا ہے۔ دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور مولوی محمد علی صاحب ہر دو کی تفاسیر کو دیکھنے والے محسوس کرتے ہیں کہ تفسیر کبیر تائید الٰہی سے لکھی گئی ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کے رفیق مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی نے (جنہوں نے مولانا کی سوانح بھی شائع کی ہے اور بہت مشہور عالم ہیں) تفسیر کبیر پڑھ کر یہیں کہا کہ صرف یہ تفسیر کبیر ہی آپ کے مصلح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے کافی دلیل ہے۔

ایک اور تشریح یہ ہے کہ خلفاء کرام نبی کی "تفسیر کبیر" کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس خواب میں بتایا گیا ہے کہ چوغہ غیب سے دیا گیا ہے چنانچہ خلیفہ کا قیام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہی وعدہ آیت استخلاف میں پایا جاتا ہے۔ یہ بھی رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ خلیفہ کے مقام اور عہدہ کو ختم کرنے کی ایک چور کی طرف سے کوشش ہوگی چنانچہ "اظہار الحق" وغیرہ ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کی چوری چھپے کی مساعی اس پر شاہد ناطق ہیں۔ رؤیا سے ظاہر ہے کہ ایک اور شخص (جو حضرت مسیح موعودؑ کے سوا کوئی اور ہوگا) خلافت کے عہدہ کو نابود ہونے سے بچا لیگا۔ اسکی تو غیر مبائعین بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ وہ واحد شخص یا بے مثل شخص جس نے غیر مبائعین کی کوشش کو ناکام کر کے خلافت کو قائم رکھا وہ سیدنا حضرت مصلح موعود ہی ہیں۔ رؤیا سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ چور جماعت کا ہی فرد ہوگا۔ کیونکہ انتخاب خلافت میں غیر از جماعت کوئی شخص دخل ہی نہیں دے سکتا۔ اور خلافت ثانیہ کے قیام پر حضور علیہ السلام کے ملفوظات کو توڑ مروڑ کر جس طرح جماعت کی نظروں سے غائب کر کے خلافت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اس پر حضورؑ کے یہ کشفی الفاظ صادق آتے ہیں: "شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے مگر ایسا نہیں ہوگا۔"

یہ رؤیا خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کونسا نبی ایسا ہوا ہے۔ کہ جس کے ملفوظات کو غائب کرنے کی شیطان نے کوشش نہ کی ہو۔ یہ پیشگوئی تھی جو مولوی محمد علی صاحب پر ہر ایک تشریح کے مطابق صادق آتی ہے کہ وہ تفسیری نوٹ لے اڑے اور حضور علیہ السلام کے مخالف تفسیری نوٹ لکھے۔ اور دوسری تشریح کے مطابق خلافت راشدہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اور اس میں بری طرح ناکام رہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی دو صفات بیان ہوئی ہیں۔ چور کی طرح دوسرے کے مال کو اپنا ظاہر کریں گے۔ گویا حضورؑ کی تعلیم کا ایک حصہ اپنی تفسیر میں بیان کریں گے۔ دوسرے یہ کہ چور مال کی شکل کو محرّف و مبدل کر دیتا ہے۔ ایک حصہ بیان کردہ حضورؑ میں تحریف کریں گے چنانچہ حضورؑ کی تشریح میں سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ گویا نؤمن ببعض و نکفر ببعض کی تصویر ہے۔

چوغہ کی تعبیر خلافت اس لئے بھی صحیح ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے قمیص کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا لوگ اسے اتروانا چاہیں گے۔ لیکن آپ اسے نہ اتاریں۔ حضرت عثمانؓ نے اس کی تعبیر اپنی خلافت بیان فرمائی۔

سیدنا حضرت مصلح موعود کی ولادت اور آپ کی صفات کے متعلق جو بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو دی تھی۔ اس میں دونوں باتیں مذکور ہیں ایک یہ کہ آپ امام جماعت بنیں گے۔ مثلاً قوموں کے اس سے برکت پانے اسیروں کی رستگاری کا موجب ہونے۔ زمین کے کناروں تک شہرت پانے مسیحی صفت ہونے وغیرہ سے یہ امر ثابت ہے دوسرے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ کلام اللہ کا مرتبہ آپ کے ذریعہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ پیشگوئی میں مذکور ہے:۔

"فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے ...... خدا نے یہ کہا ... تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو ...... اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔"

خلاصہ یہ کہ شیر علی والے کشف کا لیلن کے لحاظ سے انطباق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ آپ نے نہ صرف تفسیر سے بلکہ خلافت کا چوغہ پہن کر حضرت اقدسؑ کے ملفوظات کی مدافعت کر کے بلکہ مجاہدین کا لشکر جرار بہت سے ممالک میں متعین کر کے بہترین لٹریچر پیدا کر کے۔ غیر مذاہب کا بہترین لٹریچر میں مقابلہ کر کے وہ "میل اور کدورت" ان میں سے پھینک دی اور سر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور "ایک معرفت نور جو آنکھوں میں پہلے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا" اسے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا" اور اس کا کچھ اقرار غیر مبائعین کی قلم سے بھی ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"دوسرے فریق (یعنی جماعت مبائعین۔ ناقل) کو جیسے ان کے اعتقادات سے ہمیں بھی ایسا ہی اختلاف ہے جیسے آپ کو ہے مگر کیا تنظیمی عملاً حیثیتوں کے لحاظ سے مسلمانوں میں کوئی اور جماعت اس کے مقابلہ میں آپ پیش کر سکتے ہیں۔"

(پیغام صلح ۲۸/۵ ص ۱۲)

غیر مبائعین کی تبلیغی مساعی کا نقشہ پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۸/۱۲/۶۸ کے بیان سے الفضل میں آپ پڑھ چکے ہیں مسجد ووکنگ میں جس کی تبلیغی مساعی کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کی زبان نہیں تھکتی عید کا منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعد نماز عید فلمی گانا گایا گیا پھر اس کے ساتھ تالیاں بجائی گئیں۔ بعض نے ناچنا شروع کر دیا۔ گویا لہو و لعب کا ایک اچھا خاصہ موقعہ پیدا کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت

جلسہ سالانہ قادیان ۱۷-۱۸-۱۹ اکتوبر کو منعقد ہو رہا ہے

چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اسکی ادائیگی کیلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ

"ہمارا جلسہ سالانہ تمام عرسوں میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے، اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے جماعت کو چاہیئے کہ ابھی جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں ... پس پہلے تو میں تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تا کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کیلئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے۔ اگر روپیہ پاس ہو تو آٹھ روپیہ میں کام بن جاتا ہے۔ بہرحال جماعت کو چاہیئے کہ وقت پر چندہ دے۔ تا کہ ہم کارکن سہولت سے چیزیں خرید سکیں۔"

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشاد کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو۔

حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کی وفات پر
احباب جماعت کی طرف سے گہرے رنج والم کا اظہار

بھدرواہ

مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۵۸ء بروز جمعرات بذریعہ ریڈیو پاکستان بوقت شام یہ حسرت آیات خبر سننے میں آئی کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی حرم مطہرہ ام ناصر (رضی اللہ عنہا) مری میں وفات پا گئی ہیں۔ یہ خبر جملہ احباب جماعت کے لئے انتہائی صدمہ کی موجب ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چنانچہ جمعۃ المبارک صبح ہی احباب جماعت نے احمدیہ مسجد میں جمع ہو کر مرحومہ مغفورہ کی وفات حسرت آیات پر غم کا اظہار کیا۔ اور بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ میں احباب جماعت نے جنازہ غائبانہ ادا کر کے مرحومہ مغفورہ کے حق میں بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔

جماعت احمدیہ بھدرواہ اپنے محبوب امام حضرت مصلح الموعود علیہ السلام کے اس عظیم صدمہ میں حضور سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اور بارگاہ ایزدی میں بدست بدعا ہیں۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سیدہ مرحومہ مغفورہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان وجماعت احمدیہ کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین۔

عبد الغفار گنائی سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ بھدرواہ۔

جمشید پور

ہم ممبران جماعت احمدیہ جمشید پور آپا سیدہ حضرت اُم ناصر احمد صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر دلی غم ورنج کا اظہار افسوس کرتے ہیں۔ آپ مرحومہ نے حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کی صحابیہ ہونے کا فخر حاصل کیا اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حرم اول ہونے کے باعث جماعت کے بے شمار ابتلاؤں کو دیکھا اور ہر ابتلاء کے بعد جماعت کی ترقی کو دیکھا۔ پس وہ ایک نہایت ہی مبارک خاتون تھیں۔

ہم ممبران جماعت احمدیہ جمشید پور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ خاندان حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے جملہ افراد خاندان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سے دلی افسوس وہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ موصوفہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان اور ساری جماعت کو صبر جمیل بخشے آمین۔ خاکسار عبد المجید امیر جماعت احمدیہ جمشید پور۔

جماعت احمدیہ رانچی

اخبار بدر اور الفضل سے حضرت اُم ناصر حرم اوّل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی وفات کی افسوسناک خبر پا کر جماعت احمدیہ رانچی ایک بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور فوراً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک تعزیتی تار ارسال کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت کے اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب کرے۔ اور جماعت کو اور ہم سب کے پیارے امام ایدہ اللہ کو جو قومی اور اندوہناک صدمہ پہنچا ہے۔ اُس کے صبر کرنے کی توفیق دے اور تلافی مافات اپنے فضل وکرم ورحم سے عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ مرحومہ کے جماعت احمدیہ پر جو جو احسانات ہیں منجملہ ایک بڑی عظیم الشان اور قابل یادگار احسان ہے کہ خلافت اُولیٰ میں جب پیغامی اندرونی طور پر جماعت میں فتنہ پردازی کر رہے تھے تو اُس وقت مرحومہ کے شوہر محترم یعنی سیدنا حضرت محمود اعظم ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیش آمدہ حالات کے ماتحت جب اخبار الفضل جاری کرنے کی کوشش فرمائی۔ تو سیدہ مرحومہ نے آپ کو اپنے زیورات بیچ کر اس سلسلہ میں ایک قابل تقلید مدد فرمائی تھی۔ فقط

عاجز ابو رشید سید صمصام الدین احمد عفی عنہ خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ نزیل آشیانہ رانچی

مجلس خدام الاحمدیہ رانچی

مجلس خدام الاحمدیہ رانچی حضرت اُم ناصر احمد صاحبہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سنکر بہت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مبارک روح کو اپنے خاص قرب میں جگہ دے اور جنت کے اعلیٰ علیین میں آپ کو جگہ نصیب ہو۔ اس موقع پر مجلس کے تمام ممبران سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کے جملہ ممبران سے گہری ہمدردی ظاہر کرتے ہیں اور اس صدمہ میں سب کے ساتھ شریک ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محزون قلوب کو اپنے فضل سے صبر وسکون سے نوازے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار سید تبریز احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ رانچی

حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ کا نکاح اور شادی

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قادیان

تقریباً ۱۸۶۵ء میں (حضرت اماں جان کے ساتھ شادی سے قریباً بیس سال پہلے) اور دسمبر ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسّی سال کے قریب عمر پانے اور نسل بعید دیکھ پانے کا (یعنی ولنرینّک نسلاً بعیداً) الہامات ہوئے اور نری نسلاً بعیدا کا الہام ۱۸۹۱ء میں بھی ہوا۔ (تذکرہ ص ۱۷ و ۲۰۱ و ۱۹۱) حضورؑ کی پہلی اہلیہ محترمہ سے دونوں صاحبزادگان کی اولاد سے یہ الہامات متعلق نہ تھے۔ کیونکہ حضورؑ ایک روحانی بزرگ اور نبی تھے۔ اور حضورؑ کے دعویٰ کے بعد ایک تو وفات تک ایمان نہ لانے والوں کی اولاد جماعت احمدیہ کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث نہ ہو سکتی تھی۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کی عمر صرف دو سال کی تھی۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم ابھی تولد نہ ہوئے تھے۔ ان حالات میں حضورؑ کی عمر طویل اور نسل بعید کی خوشخبری ملنا گو ظاہری حالات یعنی حضورؑ کی صحت کے لحاظ سے اعتبار کرنا ممکن معلوم ہوتا۔ لیکن مومنین کے تقویت ایمان کا موجب تھا اور خارق عادت امر تھا۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو انا نبشرک بغلام نافلۃ لک نافلۃ من عندی اور مارچ ۱۹۰۶ء میں انا نبشرک بغلام نافلۃ لک کے الہامات ہوئے (تذکرہ ص ۵۸۲ و ۵۹۹) اور ۳ر اپریل ۱۹۰۶ء کو تریٰ نسلاً بعیدا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انا نبشرک بغلام نافلۃ لک کا الہام ہوا اور حضور نے فرمایا:۔

"ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" (البدر ۲ ص ۵)

۲ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت صاحبزادہ صاحب رڑکی تشریف لے گئے اور ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بعد نکاح مراجعت فرما ہوئے تھے۔ (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء) رخصتانہ کے متعلق الحکم میں مرقوم ہے کہ

"اس سے پیشتر آپ کی تقریب نکاح سے واپسی پر بھی ہم کو عرض مبارکباد کا موقع ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دوسرا موقعہ بھی نصیب ہوا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۱ر اکتوبر کی شام کو صاحبزادہ صاحب مع الخیر دارالامان پہنچ گئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر صاحب چونکہ آگرہ میں مقیم تھے اس لئے یہ تقریب رخصتانہ آگرہ سے ہی ہوئی ہے" (ص ۱۰) اور اس کی مزید تصدیق البدر مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۰۳ء سے بھی ہوتی ہے۔

گویا نکاح رڑکی میں اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ہوا تھا اور رخصتانہ آگرہ سے اکتوبر ۱۹۰۳ء میں۔ مجدد اعظم جلد دوم ص ۷۶۸ میں مندرج ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں نکاح اور شادی دونوں امور سرانجام پائے یہ درست نہیں۔ دراصل خبروں میں بارات ہونے اور اس کے واپس آنے کا ذکر سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ۱۶ر مئی ۱۹۰۶ء کو آپ کو صاحبزادہ نصیر احمد عطا کیا۔ جس کی ولادت سے نسل بعید دیکھ پانے کے وعدے تو اکتالیس سال سے پورے ہوتے پورے ہو چکے۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی کی ایک بار پھر تغلیط ہوئی۔ تقدیر الٰہی سے یہ صاحبزادہ وفات پا گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم کے ہاں ایک صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ عطا کیں۔ جو اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کی بیگم محترمہ ہیں۔

لجنہ اماء اللہ بریلی

زیر صدارت صادقہ خاتون نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان مورخہ ۳ر اگست ۱۹۵۸ء لجنہ کی میٹنگ سیکرٹری احمدیہ صاحبہ کے ہاں منعقد ہوئی:۔

ممبرات لجنہ اماء اللہ بریلی حضرت سیدہ ام ناصر رضی اللہ عنہا کی وفات پر دلی رنج کا اظہار کرتی ہے۔ سیدہ مرحومہ کو جماعت میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ آپ خواتین کے لئے امی جان کی حیثیت رکھتی تھیں جس کی وجہ سے تمام جماعت احمدیہ کو عموماً اور ممبرات لجنہ اماء اللہ کو خصوصاً اس اندوہناک وفات پر غمگین ہونا طبعی امر ہے۔ آپکی دیگر خصوصیات کے علاوہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بہو اور حضرت مصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود کی پہلی حرم تھیں۔

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ بریلی سیدہ مرحومہ کی وفات پر حضرت اقدس ایدہ اللہ اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتی ہیں۔ نیز مرحومہ کے بلندیٔ درجات اور انکے متعلقین کی دینی دنیاوی ترقیات کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں۔ (ممبرات لجنہ اماء اللہ بریلی)

مشرق وسطیٰ کا تیل

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(۲)

(۶)

غیر ملکی کمپنیاں اور ٹھیکے

غیر ملکی کمپنیاں جو مشرقِ وسطیٰ میں تیل کا کاروبار کر رہی ہیں۔ ان سبھوں کو بڑے لمبے لمبے عرصہ کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ اور انہوں نے اربوں روپے کا سرمایہ ان ممالک پر لگا رکھا ہے۔

اس ٹھیکہ کی ابتداء ایران سے ہوئی۔ اس لئے کہ سب سے پہلے ایران میں ہی تیل کا ذخیرہ دریافت ہوا تھا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں شاہ ایران نے ایک انگریز ڈبلیو۔ کے۔ ڈی۔ آر کو ملک میں تیل کی نکاس کا ٹھیکہ دیا۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں یہی ٹھیکہ اینگلو پرشین آئل کمپنی کی طرف منتقل ہو گیا۔ پھر اس کا نام اینگلو ایرانین کمپنی ہو گیا۔ تیل کے معاملہ میں اس کمپنی سے حکومتِ ایران کی کشمکش شروع ہوئی۔ بالآخر ان ذخائر کے حقوق ملکیت "نیشنل ایرانی آئل کمپنی کو حاصل ہو گئے" مگر اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اب ایران میں غیر ملکی کمپنی تیل کا کاروبار نہیں کرتی۔ بلکہ ایران برطانوی کمپنی سے اتنے شدید اختلاف کرنے کے بعد بھی تیل کی نکاسی کے معاملہ میں غیر ملکی کمپنیوں کا ہی محتاج رہا۔ اور آج بھی ایران میں وہ بین الاقوامی کمپنیاں ہی تیل کا کام کر رہی ہیں۔ یہی حال مشرقِ وسطیٰ کے دوسرے ممالک کا بھی ہے۔ نہ زمین ذخیرہ تیل دریافت کرنے، کنواں کھودنے، تیل برآمد کرنے تیل صاف کرنے اور پھر تیل برآمد کرنے کے لئے جتنے انجنیئروں، مشینوں، فیکٹریوں اور جہازوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ ان سے بالکل محروم ہے۔ اسی لئے وہ تیل کے ہر معاملہ میں غیر ملکی کمپنیوں کا دست نگر ہے۔ اور انہیں لمبے لمبے عرصہ کا ٹھیکہ دے رکھا ہے۔

ایران کے بعد ہم سعودی عرب کا ٹھیکہ دیکھتے ہیں جو اس وقت تیل کی پیداوار میں پہلے نمبر پر ہے سعودی عرب کے تیل کا ٹھیکہ "دی عربین امریکن آئل کمپنی" کو دیا گیا ہے۔ اس کمپنی کو اس معاہدے کے مطابق جو شاہ سعود سے ہوا ہے۔ ۳ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل سے زیادہ کے علاقے میں ذخائرِ تیل دریافت کرنے کا حق ہے۔ اس کمپنی کے علاوہ ایک اور امریکی فرم "پیسیفک ویسٹرن آئل کارپوریشن" وہاں کا کام کر رہا ہے۔ اس کو ساٹھ سال کے لئے بلا شرکتِ غیرے ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔

سعودی عرب میں تیل کے علاوہ مقام "قطیف" میں قدرتی گیس کا ایک وسیع ذخیرہ بھی دستیاب ہوا ہے اور سنہ ۱۹۵۴ء سے یہ گیس نکالی جا رہی ہے۔ اس کا ٹھیکہ بھی پچاس سال کے لئے ایک امریکن فرم کو دے دیا گیا ہے۔ اس میں صرف ۳۰ فیصدی سرمایہ سعودی عرب کا ہے باقی ۷۰ فیصدی سرمایہ امریکہ کا لگایا گیا ہے۔

اسی طرح "کویت" میں بھی تیل کے ذخیرہ کا ٹھیکہ سنہ ۲۰۲۶ء تک کے لئے "کویت آئل کمپنی" کو دیدیا گیا ہے جو "برٹش پٹرولیم کمپنی اور گلف آئل کارپوریشن آف امریکہ کی مشترکہ ملکیت ہے" "قطار" کے تیل کا ٹھیکہ بھی ۷۵ سال کے لئے پٹرولیم کنسیشن لمیٹڈ کمپنی کو دیا گیا ہے۔ اسی طرح بحرین کے تیل کا ٹھیکہ بحرین پٹرولیم کمپنی نے لیا ہے جو اصل میں کیلی فورنیا اسٹینڈرڈ کمپنی" اور "ٹکساس آئل کمپنی" کی مشترکہ ملکیت ہے۔

(۷)

غیر ملکی سرمایہ

ان ٹھیکوں کی تفصیل سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اگر عرب ممالک مغرب کے اقتدار سے آزاد بھی ہو جائیں تو ان کا مستقبل قریب میں مغربی سرمائے سے آزاد ہونا ممکن نہیں اور یہ صورت حال بھی "عرب نیشنلزم" کے لئے خطرہ سے خالی نہیں۔ چونکہ اہلِ مغرب تجارت اور سرمایہ کے ذریعہ اپنا تسلط قائم کرنے میں بڑے ماہر ہیں۔

اور اگر یک لخت سارے معاہدات منسوخ کر دیئے جائیں۔ ساری کمپنیاں قومی ملکیت قرار دیدی جائیں۔ یا غیر ملکی کمپنیوں کو اپنا سرمایہ نکال لینے کا حکم دیا جائے۔ تب بھی مشرق وسطیٰ مصیبت سے نجات نہیں پاتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بین الاقوامی قواعد کی خلاف ورزی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ غیر ملکی اس طرح مغربی ایشیا سے نکل جائیں تو پھر ان کمپنیوں اور فیکٹریوں کو چلانے کے لئے حکومت روس کو مشرقِ وسطیٰ میں آنے کی دعوت دینی پڑے گی۔ اور مغربی ایشیا اہلِ مغرب کی بجائے سرخ جھنڈے کے نیچے آ جائے گا۔ عراق کی نئی حکومت کی طرف سے تیل کے متعلق جو بیانات دیئے جا رہے ہیں ان سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

دوسری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ کہ اگر ممالک عربیہ نے قومیت کے زعم میں آکر غیر ملکی سرمایہ کو قومی ملکیت قرار دیدیا تو پھر آئندہ کوئی غیر ملکی فرم وہاں اپنا سرمایہ لگانے پر تیار نہیں ہوگا اور یہ مشرق وسطیٰ کیا پورے ایشیا کی تجارتی و اقتصادی بہبودی کے خلاف ہے۔ ہم جو اس وقت انقلاب عراق سے خوش ہیں تو صرف اس لئے کہ اس سے "معاہدۂ بغداد" کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی لیکن جس فوجی طاقت سے یہ انقلاب برپا کیا گیا ہے وہ ہم ہندوستانیوں کے بنیادی اصول سے مختلف ہے ہم لوگ امن امن و آشتی انقلاب کے قائل ہیں۔ فوجی اقدام کے قائل نہیں۔ خواہ یہ اقدام اندرونی ہو یا بیرونی۔ اس کے بعد اگر عراق کی یہ نئی حکومت غیر ملکی سرمائے کو بھی خلاف قانون قرار دیتی ہے تو یہ بھی ہندوستانی پالیسی کے خلاف ہوگا۔

(۸)

روسی و امریکی تیل

یہ تو مشرق وسطیٰ کا تیل اور اس سے پیدا شدہ صورتِ حالات کا نقشہ ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کے بعد تیل کا سب سے بڑا مرکز امریکہ ہے۔ یہاں ایک اندازے کے مطابق دنیا کے تیل کا ۴۷ یا ۴۸ فیصدی حصہ پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد روس کا نمبر آتا ہے۔ روس میں تیل کے مراکز یہ ہیں:-

۱۔ کاکیشیا۔
۲۔ باکو ثانی
۳۔ خطہ امبیا
۴۔ ترکمانستان۔
۵۔ وادی فرغانہ

مگر ان مراکز سے صرف اتنا ہی تیل پیدا ہوتا ہے کہ روس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ وہ نہ کہیں اپنا تیل برآمد کر سکتا ہے نہ ایشیا جیسے وسیع و عریض خطۂ دنیا کو اپنا تیل دے سکتا ہے۔ البتہ امریکہ کے پاس اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ ہا ڑے وقت مغرب کو سنبھال سکتا ہے۔ اس وقت روس جو مشرقِ وسطیٰ کی دلجوئی کرتا نظر آتا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

(۹)

تیل کیا ہے؟

یہ تو انسانی کوشش ہے "نہ زمین" سے تیل برآمد کرنے کی۔ لیکن اس جگہ اس مسئلہ پر بھی غور کر لینا چاہیئے۔ کہ آخر "قدرت" کیسے یہ تیل پیدا کرتی ہے؟ اس کے متعلق "ماہرین طبعیات" کے مختلف اقوال ہیں۔ مگر سب سے مستند قول یہ ہے کہ یہ تیل سمندر کے مردہ کیڑوں کے بدن کا عرق ہے جو نامعلوم مدت سے تہ بہ تہ سمندر کے نیچے مرمر کے جمع ہو رہے ہیں۔

طبقات الارض کے ماہرین کہتے ہیں کہ جب سے کرۂ عالم وجود میں آیا ہے۔ اور اس میں دریائی جانور پیدا ہوئے ہیں۔ اسی زمانہ سے دریائی جانور خصوصاً کیڑے مکوڑے مرمر کے سمندر کی تہ میں جمع ہو رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ان مردہ کیڑوں پر سمندری نمک کی تہ بھی جمتی جاتی ہے۔ جو ان کیڑوں کو گلنے سڑنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ ان کیڑوں کے جسم سے آہستہ آہستہ عرق نکلتا ہے اور وہ سمندری نمک کی تہ کے دباؤ سے زمین کے اندر سرایت کرنے لگتا ہے اور زمین کا وہ حصہ جو نرم اور ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے وہاں یہ تیل جمع ہونے لگتا ہے۔ سمندر کے کیڑوں کا یہ عمل اسی وقت سے جاری ہے جب سے زمین اور سمندر وجود میں آئے ہیں اور یہ اتنا لمبا عرصہ ہے کہ صحیح طور پر اس کی مدت کی تعیین نہیں کی جا سکتی ہے۔ مستند طبیعیاتی تحقیقات سے زمین کی عمر کم سے کم ڈیڑھ ارب سال ضرور معلوم ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈیڑھ ارب سال سے مردہ دریائی جانوروں کا عرق زمین کے نیچے جمع ہو رہا ہے۔ اس مدت میں کتنا تیل جمع ہوا ہے۔ اور کہاں کہاں جمع ہوا ہے۔ اس کا صحیح علم تو خدا ہی کو ہے۔ مگر طبقات الارض کے ماہروں کی طرف سے اس تیل کا جو اندازہ لگایا جا سکا ہے۔ وہ کھربوں کھرب ٹن ہے پھر بھی یہ اندازہ کسی طرح کامل نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ ابھی بہت سے ذخائر ایسے ہیں جہاں تک انسانی کوشش کی رسائی ہوئی ہی نہیں۔

تیل کب دریافت ہوا؟

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تیل بیسویں صدی کی دریافت ہے مگر یہ خیال درست نہیں جہاں آج جہاں تیل کے ذخائر کا انکشاف ہوا ہے اس کے متعلق عہدِ قدیم سے لوگوں کا یہ خیال آ رہا ہے کہ اس کے نیچے آتش گیر سیال مادہ ہے۔ اس خیال کی وجہ یہ تھی کہ کبھی کبھی زمین کے پھٹنے سے ایسا مادہ باہر نکل آتا تھا۔ کہیں کی زمین ہی اس تیل سے نمناک رہتی تھی۔ اور جلد آگ پکڑ لیتی تھی مگر ان کے پاس نہ زمین کے ذخیرے پر قابو پانے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا بلکہ جو ذخیرہ زمین پر آ جاتا لوگ اس سے بھی دور ہی رہتے۔ اور اسے جلد ضائع کرنے کی کوشش کرتے تا انسانی آبادی برباد نہ ہو۔

اٹک کا تیل

ابھی تک تیل کے جتنے ذخیرے دریافت ہوئے ہیں ان میں سب سے دلچسپ دریائے اٹک کے کنارے تیل کی دریافت ہے۔

ایک مرتبہ چند لڑکے دریائے اٹک کے کنارے ایک ڈرامہ کھیل رہے تھے۔ ایک بادشاہ بنا کچھ وزیر اور ارکین سلطنت بنے اور کچھ پہرہ دار سپاہی۔ بادشاہ نے تخت شاہی پر بیٹھ کر ایک حکم جاری فرمایا کہ اس دریائے اٹک سے کہو کہ وہ تھم جائے اور پانی کا بہاؤ روک دے۔ وزراء و ارکین سلطنت دریا کنارے گئے۔ اور اسے بادشاہ کا یہ حکم سنایا۔ مگر وہ بدستور بہتا رہا۔ لڑکوں نے آکر بادشاہ سے شکایت کی دریا آپ کا حکم نہیں مانتا۔ تب بادشاہ نے حکم دیا کہ اگر وہ میرا حکم نہیں مانتا تو اس میں آگ لگا دو۔

لڑکے تعمیلِ حکم میں دریا کے کنارے گئے اور پانی میں ماچس لگائی تو کیا دیکھا کہ "بھک" سے آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا۔ دوسری ماچس لگائی تو پھر ویسا ہی ہوا۔ تیسری۔ چوتھی اور پانچویں ماچس لگائی تو بھی ویسا ہی ہوا۔ اب لڑکوں کو ایک کھیل ہاتھ آگیا اور وہ شہر سے ماچس لا لا کے یہی کھیل کرنے لگے۔

یہ خبر جب شہر پہنچی تو انجنیئر آئے بورنگ ہوئی اور وہاں تیل کا چشمہ ملا۔ (باقی صفحہ پر)

تحریک وقفِ جدید اور احبابِ جماعت کا فرض!

(از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

اخبار بدر کی سابقہ اشاعتوں کے ذریعہ احبابِ جماعت کو وقفِ جدید کی اہمیت کا علم ہو چکا ہوگا۔ اس سکیم کے ماتحت بھارت میں مسلمانوں کو اسلام پر پختہ کرنا اور غیر مسلموں کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرانا مقصود ہے

اس سکیم کے ماتحت

۱۔ ہر مخلص احمدی کو سال میں کم از کم -/۶ روپیہ چندہ ادا کرنا چاہیئے یا آٹھ آنے ماہوار کے حساب سے بھی ادا کر سکتا ہے اور اگر بعض اصحاب اس کی استطاعت بھی نہ رکھتے ہوں تو ایک سے زائد آدمی مل کر سال بھر میں مبلغ چھ روپیہ چندہ دے سکتے ہیں۔

۲۔ زمیندار اصحاب اس دینی غرض کے لئے حسب توفیق ایک حصہ زمین وقف کریں اور اس کی سالانہ آمدنی انجمن وقفِ جدید کو ادا کریں۔

۳۔ تبلیغی جوش و تجربہ رکھنے والے اصحاب جو قرآن کریم کا سادہ ترجمہ اور مسائل ضروریہ جانتے ہوں اور کتب سلسلہ پڑھ سکتے ہوں وہ اس تحریک کے ماتحت اپنے آپ کو وقف کریں۔ اگر وہ طب یا کاشتکاری یا کوئی اور ہنر جانتے ہوں تو زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں ایسے واقفین کو حسبِ حالات مناسب گذارہ دیا جائے گا۔

گو اخبار بدر میں ایک عرصہ سے وقفِ جدید کی سکیم کا اعلان کیا جا رہا ہے لیکن احبابِ جماعت بھارت نے اس سکیم کے ہر سہ حصوں کی اہمیت کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ اور ابھی وعدہ جات اور وصولی اور وقفِ زمین اور وقفِ زندگی کے تحت بہت کم اصحاب نے حصہ لیا ہے۔

یہ زمانہ تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا بابرکت زمانہ ہے اور جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نئے سے نئے رنگوں میں اس میں شمولیت کے مواقع عطا فرما رہا ہے لیکن احبابِ جماعت کو اپنے فرائض کی طرف جلد پوری توجہ دینی چاہیئے۔

جملہ صدر صاحبان و قائدین مجالس خدام الاحمدیہ و مبلغین سلسلہ اور سیکرٹریانِ مال کا فرض ہے کہ وہ احبابِ جماعت کو اس تحریک کی اہمیت اور اسکے فوائد سے آگاہ کریں اور سیکرٹریانِ مال احبابِ جماعت سے وعدہ جات حاصل کرکے اور پھر اس کے مطابق وصول کر کے ایسی رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بمد امانت وقفِ جدید ارسال کریں اور اس کی تفصیل سے علیحدہ طور پر دفتر ہذا کو اطلاع فرمائیں۔ رقم کی کمی کی وجہ سے ابھی صرف ایک واقف کو اس سکیم کے ماتحت کام پر لگایا جا سکا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

تحریک وقفِ جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے والے احباب

احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مختلف مقامات پر جماعت کے تبلیغی و تعلیمی و تربیتی کاموں میں وسعت پیدا کرنے کے لئے وقفِ جدید کی تحریک کی اسکیم شروع کی جا چکی ہے۔ اس مبارک تحریک میں بہت سے احباب شمولیت کر چکے ہیں لیکن ابھی بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اس سکیم کے ماتحت وعدہ نہیں لکھوایا اور ادائیگی نہیں فرمائی حالانکہ -/۶ روپیہ سالانہ یا ۸ ر ماہوار کی رقم کی ادائیگی سے اس کارِ ثواب اور کارِ خیر میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ رقم کم از کم ہے اس سے زائد بھی حسب توفیق احباب دے سکتے ہیں۔

میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ اس تحریک میں شامل ہو کر جماعت کی ترقی میں حصہ لیں۔ ہندوستان کے وسیع ملک میں انتہائی جد و جہد اور قربانی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

اس تحریک میں شامل ہو کر چندہ دینے والے احباب کی فہرست پانچ اقساط میں بذریعہ اخبار بدر شائع ہو چکی ہے باقی احباب بھی جلد شامل ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فہرست قسط ششم حسب ذیل ہے اس سکیم کے ماتحت ابتدائی کام ضلع گورداسپور میں شروع کیا جا چکا ہے چندوں کی آمد سے انشاء اللہ جلد ہی باہر کے علاقوں میں بھی کام شروع کر دیا جائے گا۔

خاکسار مرزا وسیم احمد انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام	رقم	نام	رقم
عبدالرزاق صاحب بمبئی	۶-۰۰	فاطمہ بیگم فاضل	۶-۰۰
ظفر الاسلام "	۱۲/۸	امام علی خان صاحب شموگہ	۶-۰۰
عبدالجلیل صاحب دیوان	۱۸-۰۰	خورشید احمد صاحب	۶-۰۰
ڈاکٹر رفیع احمد صاحب فیض آباد	۱-۰۰	محمد عابد صاحب	۱۲-۰۰
سید محمد یونس صاحب مرحوم اڑیسہ	۶-۰۰	محمد فاروق صاحب	۶-۰۰
بابا اللہ بخش صاحب قادیان	۰-۵۰	سید شہاب احمد صاحب و اہلیہ صاحبہ مظفر پور	۱۰-۰۰
" شکر الدین صاحب "	۰-۵۰	مرزا عبداللطیف صاحب قادیان	۱-۰۰
مولوی عبدالحق صاحب "	۰-۵۰	عبدالرحیم سندھی "	۰-۵۰
" ابوالوفا صاحب "	۰-۷۵	محمد الدین صاحب "	۱-۰۰
عملہ دیہاتی مبلغین "	۳-۵۰	حکیم عبدالرحیم صاحب "	۱-۰۰
شمس العارفین صاحب "	۰-۵۰	غلام محمد صاحب باڑی پورہ	۶-۰۰
عبدالرشید صاحب نیاز "	۱-۵۰	بشیر محمد صاحب	۰-۵۰
فضل الرحمن صاحب "	۱-۰۰	محمد ابراہیم صاحب غالب	۰-۵۰
عبدالرحمن صاحب فیاض "	۱-۰۰	دی محمد صاحب تلی جور	۶-۰۰
مولوی الہ دین صاحب "	۰-۵۰	ظہیر الدین صاحب حیدرآباد	۶-۰۰
حافظ الہ دین صاحب "	۰-۵۰	شمس الدین صاحب	۱-۰۰
مولوی عبدالحمید صاحب "	۰-۵۰	غلام حسین صاحب	۱-۰۰
چوہدری فیض احمد صاحب "	۱-۰۰	محمد اسمٰعیل صاحب	۰-۵۰
خلیل الرحمن صاحب "	۰-۵۰	صادقہ خاتون صاحبہ	۶-۰۰
عبدالسلام صاحب "	۰-۵۰	یعقوب صاحب موگرال	۶-۰۰
شاہ محمد صاحب "	۶-۰۰	اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ فضل الرحمن صاحب قادیان	۱-۰۰
منظور حسین صاحب "	۰-۵۰	والدہ فضل احمد صاحب	۰-۵۰
طیب علی صاحب "	۰-۵۰	علیمہ اہلیہ شمس العارفین صاحب "	۰-۵۰
شریف احمد صاحب ڈوگرہ "	۰-۵۰	اختر النساء اہلیہ ڈاکٹر نواب علی صاحب "	۰-۵۰
دفعدار محمد عبداللہ صاحب "	۰-۵۰	عصمت النساء اہلیہ عمر الدین صاحب "	۰-۲۵
محمد عثمان صاحب شموگہ	۰-۵۰	خورشید بیگم اہلیہ بشیر احمد صاحب "	۰-۵۰
عبدالخالق صاحب "	۰-۵۰	فاطمہ بیگم اہلیہ عارف صاحب "	۰-۵۰
جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ	۱۸۲-۰۰	امۃ الحفیظ اہلیہ بشیر احمد گھٹیالی "	۰-۵۰
کے۔ بی عبدالحمید صاحب	۱۰-۰۰	سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب "	۶-۰۰
سید محمد حسین ثانی صاحب	۱-۰۰	عصمت النساء اہلیہ عمر دین صاحب "	۰-۵۰
صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان	۱-۰۰	رقیہ اہلیہ خواجہ عبدالستار صاحب "	۰-۵۰
سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد	۱۵-۰۰	مکرمہ نجمہ اہلیہ مکرم مبارک احمد صاحب آف مدراس	۶-۰۰
" فاضل الہ دین صاحب "	۱۵-۰۰	مکرم مبارک احمد صاحب آف مدراس	۶-۰۰
" علی محمد الہ دین صاحب "	۱۲-۰۰	عبداللہ صاحب قادیان	۰-۵۰
احمد حسین صاحب کاچی گوڑا	۶-۰۰		
بیگم صاحبہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	۱۵-۰۰		

نام	رقم	نام	رقم
مستری ہدایت اللہ صاحب قادیان	۴-۰۰	اہلیہ صاحبہ سلیمان صاحب پینگاڈی	۶-۰۰
نور احمد صاحب "	۱-۰۰	بچگان " " "	۶-۰۰
مرزا محمد اقبال صاحب "	۰-۵۰	کے ہاجرہ صاحبہ "	۱-۰۰
سلیمان صاحب پینگاڈی	۶-۰۰		

(باقی صفحہ پر)

بقیہ فہرست ادائیگی چندہ وقفِ جدید

نام	رقم	نام	رقم
ایم۔ ابراہیم صاحب پینہ گاڈی	۱۲-۰	مولوی عبدالواحد صاحب قادیان	۵۰-۰
پی۔ عبدالرحمٰن صاحب ″	۶-۰	مہرالدین صاحب ″	۵۰-۰
اے۔ جی ابراہیم صاحب ″	۱-۰	شیخ محمد ابراہیم صاحب ″	۵-۰
اے۔ علی صاحب ″	۷-۰	ڈاکٹر غلام ربانی صاحب ″	۱-۰
جماعت احمدیہ کلکتہ	۲۴-۰	پیرا غدین صاحب	۵-۰
صاحب سونگھڑہ ... صاحب	۶-۰	مستری علی محمد صاحب	۲-۰
خدیجہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ قاضی شاد بخت صاحب	۵۰-۰	عبدالکریم صاحب ناصر آبادی	۹-۰
انور علی صاحب ڈھینکا نال	۲-۰	صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام قادر صاحب	۴۶-۴
محمد تقی صاحب سونگھڑہ	۶-۰	جماعت احمدیہ موسی بنی مائینز	۱۳-۰
سلیمہ خاتون صاحبہ اہلیہ قیس البخار فیض صاحب	۵۰-۰	ڈاکٹر محمد رفیع اللہ صاحب فیض آباد	۱-۰
اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ فضل الرحمٰن صاحب	۵۰-۰	مرزا عبداللطیف صاحب	۱-۰
بشیر النساء صاحبہ حیدرآباد	۵۰-۰	عبداللہ صاحب	۱-۰
امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد احمد صاحب	۲-۰	غلام قادر صاحب	۱-۰
والدہ فضل احمد صاحب قادیان	۵۰-۰	بابا الہ بخش صاحب	۵۰-۰
شریف احمد صاحب ڈوگر ″	۱-۰	مولوی الہ دین صاحب	۵۰-۰

خاکسار انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

آزاد ہندوستان (بقیہ صفحہ)

پڑتا ہے۔

یہ تو ملک کے داخلی امور ہیں۔ اور ہنوز ابتدء ملک ان حالات سے دوچار ہوتا ہے۔

غیر جانبدارانہ پالیسی ہندوستان نے بین الاقوامی تعلقات میں غیر جانبداری کا اعلان کر کے خارجی امور میں اپنی "فکر رسا" اور "بالغ نظری" کا ثبوت دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان ملک کا دوست ہے۔ اور ہر طرف اس کی آواز کی قدر کی جاتی ہے۔ کوریا سے لے کر "چوٹی کانفرنس" کی تجویز تک میں ہندوستان کی اہمیت مخصوص کی جا رہی ہے۔ مختصر یہ کہ آزادی کا وہ قافلہ جو ۱۸۵۷ء میں اپنی دھیمی دھیمی چال سے "منزل مقصود" کی طرف بڑھا تھا۔ ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی کی دیوی سے ہمکنار ہوگا۔ یہ دن ہر سال آتا ہے۔ اور بیتے دنوں کی یاد دلا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کانگریس کے اس اصول سے ہمیشہ ہم آہنگ رہی ہے، صرف سیاسی ہی نہیں۔ بلکہ مذہبی نقطۂ نظر سے بھی اس عقیدہ کی حامل ہے کہ

"خود بھی زندہ رہو اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے دو"

مشرقِ وسطیٰ کا تیل

(بقیہ صفحہ ۸)

تیل کا کنواں زمین سے تیل نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس جگہ تیل کے ذخیرے کی امید ہوتی ہے وہاں بورنگ کی جاتی ہے۔ اگر وہاں واقعی تیل ہوتا ہے اور پائپ تیل کے ذخیرے تک پہنچ جاتی ہے تو بڑے زور سے "گڑگڑاہٹ" کی آواز آتی ہے۔ وہ وقت بڑا خطرناک ہوتا ہے معلوم نہیں یہ تیل کیا صورت اختیار کرے۔ اس لئے تمام انجنیئر و مزدور وغیرہ دور ہٹ جاتے ہیں۔ اور تیل اسی "گڑگڑاہٹ" کے ساتھ ایک زبردست طاقت کے ساتھ اوپر آتا ہے۔ اس وقت تیل پر قابو پانا یہ انجنیئروں کا بڑا کمال سمجھا جاتا ہے۔ عموماً تیل پر قابو پانے کے لئے پائپ کے منہ پر ایک "ڈھکنی" لگا دیا جاتا ہے۔ مگر کبھی کبھی تیل بے قابو بھی ہو جاتا ہے۔ اور بہت بڑی مقدار میں ضائع ہونے کے بعد قابو میں آتا ہے۔ ایران میں بھی یہی واقعہ پیش آیا تھا۔ لاکھوں گیلن تیل ضائع ہوا۔ جھیل کی صورت بن گئی۔ دیہاتوں کے جلنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تب کہیں وہ تیل قابو میں آیا۔

کچھ بھی ہو تیل قابو میں آ ہی جاتا ہے۔ اور انسانی تدبیر طبعی طاقتوں پر غالب آ ہی جاتی ہے۔ لیکن اب دیکھنا ہے کہ انسان ان تیلوں کے ذریعہ جنگجو اور حریصانہ ذہنیت پر قابو پانے میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں؟

ساتواں کل ہند رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تحریری مقابلہ

مجلس تعمیر ملت حیدرآباد کی خواہش پر اس کا مفصلہ ذیل اعلان درج کیا جاتا ہے اسلامی روح کی ترویج اور سیرت نبوی سے آگاہی کا کام تمام مسلم فرقوں کا مشترکہ متاع ہے اور جماعت احمدیہ پہلے ہی سے خالص روحانی قدروں پر اسی کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ اسلئے جماعت احمدیہ کے جو نوجوان اس تحریری مقابلہ میں حصہ لے سکتے ہوں انہیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے:۔

گذشتہ ۶ سال میں رحمت للعالمین تحریری مقابلے میں ہندوستان کے مختلف ہائی اسکول، کالجس اور یونیورسٹیوں کے طلباء و طالبات نے بلا امتیاز مذہب و ملت حصہ لیا اور نہایت اچھے مضامین لکھے یہ مقابلے کل ہند مجلس تعمیرات کے تحت منعقد ہوتے ہیں۔ امسال حالی بصراحت ذیل ساتواں تحریری مقابلہ منعقد ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ طلباء و طالبات کالج اور ہائی اسکول بلا امتیاز مذہب و ملت اپنے مضامین روانہ فرمائیں گے۔

قواعد و ضوابط:۔

ان مقابلوں میں کالج اور ہائی سکول میں زیر تعلیم طلباء و طالبات ہی حصہ لے سکتے ہیں۔

وصول شدہ مضامین میں منتخب مضامین کی اشاعت کا حق کل ہند مجلس تعمیر ملت کے نام محفوظ رہے گا۔ مضامین فل اسکیپ سائز کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ کالج گروپ کا مضمون زیادہ سے زیادہ ۵۰ صفحات پر اور ہائی سکول گروپ کا مضمون زیادہ سے زیادہ (۲۰) صفحات پر مشتمل ہو۔

اردو یا انگریزی میں مضامین لکھے جا سکتے ہیں۔

عنوانات

کالج گروپ۔ (۱) اسلام کا تصور حیات (۲) دنیائے انسانیت پر رسول اکرم کے احسانات (۳) عالمی امن اور اسلام۔ (۴) مسلم سماج میں اسلامی قدروں کو کس طرح رائج کیا جا سکتا ہے۔

ہائی سکول گروپ:۔

(۱) حضور اکرم کا سلوک بچوں کے ساتھ۔
(۲) حضرت فاطمہؓ کی اسلامی خدمات۔
(۳) مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا (اقبال)
(۴) مجھے اسلام کیوں پسند ہے؟

نوٹ:۔ کسی ایک عنوان پر مضمون لکھا جائے۔

کالج گروپ:۔

انعام اول (۱۰۰) روپے سکہ ہند۔
انعام دوم (۶۰) روپے سکہ ہند

ہائی سکول گروپ۔

انعام اول ۴۰ روپے سکہ ہند۔
انعام دوم ۲۵ روپے سکہ ہند۔

اس کے علاوہ ترغیبی انعامات بہ شکل کپ دیئے جائیں گے۔

یہ انعامات یوم رحمۃ للعالمین کے موقع پر جو حیدرآباد میں بتاریخ ۲۴ر ستمبر ۱۹۵۸ء مطابق ۱۲ر ربیع الاول ۱۳۷۸ھ بروز شنبہ منعقد ہوگا تقسیم کئے جائیں گے۔ مضامین وصول ہونے کی آخری تاریخ ۲۷ر اگست ۵۸ء مطابق ۱۱ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ بروز چہارشنبہ ہے

کالج گروپ کے لئے فیس شرکت ایک روپیہ سکہ ہند اور ہائی سکول کے لئے فیس شرکت ۵۰ نئے پیسے۔

بذریعہ ڈاک آنے والے مضامین کی فیس بذریعہ منی آرڈر یا بہ شکل ڈاک ٹکٹ مضامین کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ کالج گروپ کے مضمون نگار کی عمر ۲۴ سال اور ہائی سکول گروپ کے مضمون نگار کی عمر ۱۸ سال سے زائد نہ ہونی چاہیئے۔

نوٹ:۔ انگریزی مضامین لکھنے والے اصحاب پتہ ذیل سے انگریزی میں منگوا سکتے ہیں:۔

پتہ:۔ معتمد کل ہند رحمۃ للعالمین تحریری مقابلہ صدر دفتر:۔ کل ہند مجلس تعمیر ملت ڈیوڑھی صادق جنگ پنجہ شاہ حیدرآباد دکن ۲۔

کریم رضا معتمد تحریری مقابلہ

درخواست دعا

(۱) میں اسوقت بہت زیر بار ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ مجھ کو جلد از جلد ان قرضوں سے آزاد کرے (۲) یہاں ایک سخت مخالف مولوی صاحب جو بدزبانی کرنے کے علاوہ ہر وقت مجھے دکھ پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے۔ میں یہاں ڈبرو گڑھ میں اکیلی احمدی ہوں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھ کو اس معاند کے مقابلے میں عزت بخشی اور اس کی ذلت کے سامان کئے اس کی بیوی پاگل ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گئی احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں جملہ مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے کی عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(۳) ان دنوں میری طبیعت بھی خراب رہتی ہے اور شیلانگ میں میرے بھائی عطاء الرحمٰن صاحب بھی بیمار رہتے ہیں۔ ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مہر النساء از ڈبرو گڑھ آسام)

(۴) عاجزہ کے والد جناب قمر علی صاحب بی۔ اے۔ صدر جماعت سنبھل پور عرصہ دراز سے بیمار چلے آرہے ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ و درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ایم۔ اے۔ حق سیکرٹری ضیافت جماعت احمدیہ [illegible] اڑیسہ

لازمی چندہ کی فرضیت

اور

اس سے غفلت کرنے والوں کیلئے انذار

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں اور سب سے مقدم ہیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی تربیتی۔ تعلیمی۔ انتظامی اور دیگر ضروریات کی انجام دہی ان ہی چندوں پر موقوف ہے پھران چندوں کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے اور ان با قاعدگی کے لئے حضور تاکید کرتے ہوئے یہاں تک فرماتے ہیں کہ :-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں، اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا"

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر سخت انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو ایسا شخص اپنے تاریک انجام کے متعلق خود غور کر سکتا ہے۔

ظاہری طور پر اگر کوئی جماعت سے خارج نہ بھی ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حضور اس کوتاہی کی پاداش میں اگر کسی کا نام سلسلہ بیعت سے کٹ جائے۔ تو یہ امر اس کے لئے ارشاد خداوندی خسر الدنیا والآخرۃ کے مطابق سخت نقصان اور خسران کا موجب ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ :-

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا کے لئے اس کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندے میں حصہ نہ لوگے۔ تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کے سامان کرے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بنو۔ پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا میں اس کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے۔ تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات اور مصائب سے اُسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا اُسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا سے بھی حصہ ملے گا۔ اور پھر میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہوگا"

یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مالوں کا محتاج نہیں۔ بلکہ ہم ہر آن اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ نادان انسان سمجھتا ہے کہ جو مال و دولت میں نے جمع کیا ہے وہ اُس کا ہے۔ اور وہ اس امر کو بھول جاتا ہے۔ کہ یا تو یہ مال و دولت اُسے اس دنیا میں ہی تنہا چھوڑ جائے گی اور وہ بے کس و بے بس انسان کوڑی کوڑی کو ترسے گا۔ یا وہ اپنی کمائی دولت کو بڑی حسرت کے ساتھ چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

پس مبارک ہیں وہ جو قبل اس کے کہ دولت اُن سے بے وفائی کر کے ان کو چھوڑ دے یا موت اُن کو دولت سے علیحدہ کر دے۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خود اپنی جیبوں کو خالی کر دیتے ہیں۔ اور اپنے لئے ایسا زاد راہ تیار کرتے ہیں۔ جو ان کی ابدی بھلائی اور نجات کا ذریعہ بنے۔ اگر ہم دنیا و مافیہا کی بے ثباتی پر غور کر کے اس سے درس عبرت حاصل کریں۔ تو مال سے محبت کرنے کی بجائے ہم میں ہر ایک اس کی راہ میں اعلیٰ مالی قربانی پیش کرنے میں بشاشت محسوس کرے گا۔

پس احباب جماعت اور عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ لازمی چندوں کی اہمیت سے احباب کو کما حقہٗ واقف کریں پھران کی وصولی کے لئے اپنی سرگرم کوشش جاری رکھیں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے مامور کی طرف سے ہم پر عائد کی گئی ہیں۔ اور ہر رنگ میں خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ نشر و اشاعت

اور

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت

دفتر ہذا کی طرف سے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت تک یہ اطلاع بھجواتے ہوئے کہ اشاعت اسلام کی اہم [illegible] کو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے نشر و اشاعت کی مد قرار دیا ہے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے دفتر ہذا کو مبلغ ۵۰۰/- روپیہ تک جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ اپیل کی گئی تھی کہ اس اہم غرض کو پورا کرنے کے لئے مخلصین جماعت کے تعاون کی ضرورت ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے میری اس آواز پر بہت سے مخلصین کو خود تحریک فرمائی ہے اور اُنہوں نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا ہے جزاہم اللہ خیراً۔ لیکن تاحال اس قدر رقم نہیں آئی جو دفتر کی ضروریات کے لئے کفایت کر سکے۔ اور ابھی بہت [illegible] جماعتیں اور افراد باقی ہیں جن کی طرف سے اس سلسلہ میں وعدہ جات بھی نہیں آئے اور [illegible] جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات قابل وصول ہیں۔ پس میں عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کارِ خیر میں جلد حصہ لے کر تعاون فرمائیں اور اس اہم غرض کو پورا کریں۔ دفتر نیز اس کے لئے پیاسی روحیں آپ کے اس تعاون کی منتظر ہیں۔

امید ہے کہ آپ بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے فریضۂ تکمیل تبلیغ کو پورا کرنے والوں میں سے ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کوئی فرد جماعت ایسا نہیں رہنا چاہیئے جس نے اس کارِ خیر میں حصہ نہ لیا ہو۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قربانی کا اعلیٰ معیار

اعلیٰ معیار قربانی یہ ہے کہ ہر فرد جماعت لازمی چندہ جات سو فی صدی ادا کرے۔ اور کوئی شخص نادہندہ۔ بقایا دار یا بے شرح نہ رہے۔ اگر احباب جماعت لازمی چندہ جات کی رقوم ہر ماہ باقاعدگی سے اور سو فی صدی ادا کر دیا کریں۔ تو سلسلہ کے ہر قسم کے تبلیغی۔ تربیتی۔ اصلاحی اور انتظامی کاموں کا انجام دینا سہل ہو جاتا ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

آزاد ملک کے آزاد شہری

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

چاہیئے۔ بلکہ اگر اس میدان میں ملک کی دیگر تمام سیاسی پارٹیاں [illegible] جذبہ کی صورت پیدا کر دیں اور ہر پارٹی اپنے پروگرام میں اس مسئلہ کو بھی رکھ لے اور عوام سے زیادہ سے زیادہ رابطہ پیدا کر کے اس کی اہمیت ذہن نشین کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ جو لوگ گھنٹوں اُن کی دھواں دھار تقاریر سنتے ہیں ایسی مفید باتیں نہ سنیں جن کا فوری فائدہ خود اُنہیں پہنچتا ہے۔ ورنہ سٹیج پر مخالف پارٹی کے نقائص گن دینے سے کبھی بھی ملک کی حالت سدھر نہیں سکتی جب بھی سدھرے گی تو [illegible] تعمیری کوششوں کے نتیجہ میں جن کی آزاد [illegible] کے ہر آزاد شہری سے توقع کی جانی چاہیئے۔

پس آزادی کا یہ دن سب کے لئے مشترک ہے۔ اگر اس موقعہ پر تمام پارٹیاں کم سے کم [illegible] اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور پھر پورے عزم کے ساتھ عملی حد تک عمل پیرا ہو جائیں۔ تو ہم سمجھیں گے کہ ہم [illegible] ملک کے آزاد شہریوں نے آزادی کے مفہوم کو سمجھا [illegible] ورنہ خالی خولی نعرہ بازی سے کبھی جز وقتی مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ [illegible] وقت جاتا رہا۔ اب [illegible] عملی میں آنے کی ضرورت ہے۔ اور ۱۵ ار اگست کا تاریخی دن ہر بھارت واسی کو عمل کی دعوت دیتا ہے۔ تا جس طرح متحدہ کوششوں سے غیر ملکی حکمرانوں سے اپنے وطن عزیز کو آزاد کرا لیا گیا۔ اب غیر ملکی امداد کا سہارا بھی اُٹھا دیا جائے!!

خبریں

یوم آزادی پر پرمان پتر

گورداسپور ۱۰ اگست۔ ایک سرکاری پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ یوم آزادی کی تقریب پر پنجاب گورنمنٹ اور کمشنر کی طرف سے پانچ اصحاب کو پرمان پتر اور پرشنسا پتر دیئے جائیں۔ یہ پرمان پتر اور پرشنسا پتر ڈپٹی کمشنر گورداسپور تقسیم کریں گے۔

نئی دہلی ۱۱ اگست۔ آج لوک سبھا کا موسم برسات کا سیشن شروع ہوتے پہلے ہی دن پاکستان کی طرف سے آسام اور تریپورہ کی سرحدوں پر کی جا رہی فائرنگ کا معاملہ اٹھایا گیا۔ متعدد اپوزیشن ممبروں نے اس سلسلہ میں تحاریک التوا کا نوٹس دے رکھا تھا جن میں ان واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا تھا۔ وزیر اعظم شری نہرو نے ان کا جواب دیتے ہوئے پیشکش کی کہ وہ ان حالیہ سرحدی واردات کے بارے میں حالات کے تحت ہونے کے مطابق وزیر اعظم پاکستان مسٹر نون کے ساتھ ذاتی طور پر بات چیت کرنے کو تیار ہیں۔ شری نہرو نے ہاؤس کو مسٹر نون کے ساتھ اپنی خط و کتابت سے آگاہ کیا۔

لاہور ۱۱ اگست۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ مغربی پاکستان میں راوی اور ستلج میں سیلاب آیا ہوا ہے۔ ان میں طغیانی سے اضلاع ملتان اور لاہور کے دیہات کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۱ اگست۔ معتبر حلقوں نے بتایا ہے کہ امریکہ آج یا کل تک بحری فوج کے ایک ہزار جوانوں کو لبنان سے واپس بلا لے گا۔ امریکی دفتر خارجہ نے محکمہ دفاع کو آگاہ کر دیا ہے۔ کورسط مشرق کے متعلق جنرل اسمبلی کے ہنگامی اجلاس سے پہلے پہلے کم سے کم امریکی فوجیں علامتی طور پر لبنان سے واپس بلا لی جائیں۔ جنرل اسمبلی کا اجلاس بدھ وار ہو رہا ہے۔

امرتسر ۱۱ اگست۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دریائے بیاس میں زبردست طغیانی آگئی ہے۔ علاقہ پٹی کے نصف درجن دیہات زیر آب ہو گئے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کو موٹر کشتیوں کے ذریعہ اونچی جگہوں پر پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ دریائے بیاس کے کنارے ایک گاؤں بنڈالا سیلاب کی وجہ سے بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ تمام مکان گر گئے ہیں۔ لوگوں کا ہزاروں روپے کا نقصان ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ نے وہاں کی آبادی کو نکال کر اونچی جگہ خیمے لگا دیئے ہیں۔ اور انہیں ایک ایک ہفتہ کا راشن سپلائی کر دیا ہے۔

چنڈی گڑھ ۱۱ اگست۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق پنجاب میں گذشتہ ہفتہ کے دوران میں سیلابوں سے تین سو دیہات پر اثر پڑا۔ ضلع کپور تھلہ میں ۱۵۴ دیہات بیاس کے سیلاب سے متاثر ہوئے وہاں ایک گاؤں صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہے ہنگا میں جزوی طور پر بہہ گئے۔ اور سیکڑوں ایکڑ علاقہ زیر آب ہو گیا۔ اور اس سے فصلوں کو نقصان پہنچا۔

قاہرہ ۱۱ اگست۔ قاہرہ کے اخبار "الاہرام" نے انکشاف کیا ہے کہ وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف نے سعودی عرب کے وزیر اعظم شہزادہ فیصل کو مشرق وسطےٰ کے کرائسس کے بارہ میں ایک اہم پیغام ارسال کیا ہے۔ اس مراسلہ میں مشرق وسطےٰ کی نازک صورت حال اور لبنان و جارڈن سے اینگلو امریکی فوجوں کے نکاس کی ضرورت اور عرب ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت بند کرنے کا ذکر کرتے ہوئے سعودی عرب سے کہا گیا ہے کہ وہ جنرل اسمبلی میں فوجوں کے نکاس کی تجویز کی حمایت کرے۔

کوئمبٹور ۱۱ اگست۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے کل شام زراعتی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح کیا۔ یہ ادارہ ۳۲ لاکھ روپے کی لاگت سے شروع کیا گیا ہے۔ اس میں میسور، آندھرا، کیرالا اور مدراس کے طالب علم داخل ہو سکیں گے۔ راشٹرپتی نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کا بڑا پیشہ کاشتکاری ہے۔ یہاں کی زمینیں بھی زرخیز ہیں اور آبپاشی کے ذرائع بھی کافی وسیع ہیں۔ لاکھوں کروڑوں آدمیوں کو کاشتکاری کا پرانا تجربہ ہے۔ اس کے باوجود خوراک کے معاملہ میں دوسرے ملکوں کی طرف دیکھنا ایک افسوسناک حقیقت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے لئے شرم کا مقام ہے کہ ہم اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اگر ہم دوسرے ملکوں کے لئے فالتو اناج پیدا نہیں کر سکتے تو ہمیں کم از کم اپنی ضروریات کو تو پورا کرنا چاہیئے۔

نیویارک ۱۱ اگست۔ مشرق وسطےٰ کی خطرناک صورت حال پر غور کرنے کے لئے سلامتی کونسل کو اتحادی سبھا کا جو ہنگامی اجلاس شروع ہو رہا ہے۔ اس کے لئے زبردست سفارتی سرگرمیاں شروع ہیں۔ تمام ملکوں کے سفارتی نمائندے۔ سیکرٹری جنرل مسٹر ہیمرشولڈ کے فارمولہ پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔

کراچی ۱۱ اگست۔ پاکستان کے صدر سکندر مرزا اور سابق وزیر اعظم مسٹر سہروردی میں صلح ہو جانے کے بعد گذشتہ مسٹر سہروردی کی کوٹھی پر ایک غیر رسمی ضیافت ہوئی۔ جس میں امریکہ، برطانیہ، آسٹریلیا اور لبنان کے سفارتی نمائندے بھی شامل ہوئے۔ سکندر مرزا اور سہروردی کے مفاہمت کے بعد یہ قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں کہ آیا مسٹر سہروردی پھر وزیر اعظم کی گدی سنبھال لیں گے ــــــ کہا جاتا ہے کہ صدر سکندر مرزا مسٹر نون سے خوش نہیں ہیں وہ انہیں مسٹر سہروردی کے ساتھ صلح کر کے ایک بار پھر مسلم لیگ سے میل ملاپ سے ایک کر سکتے ہیں۔ وزارتی حلقوں کا خیال ہے کہ سردست کم از کم ایک ماہ تک کوئی وزارتی تبدیلی نہ ہوگی۔

ضلع گورداسپور کی حدود میں
بغیر لائسنس نیزوں اور برچھیوں کے رکھنے پر پابندی

گورداسپور ۱۱ اگست۔ سرکاری پریس نوٹ مظہر ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے ضلع گورداسپور کی حدود میں نیزوں اور برچھیوں کے رکھنے کی اجازت کو واپس لے لیا ہے۔ اس لئے آئندہ لائسنس کے بغیر مذکورہ ہتھیاروں کا اپنے قبضہ میں رکھنا قانونی طور پر جرم قرار دیا جائے گا۔ جن اشخاص کے پاس ایسے ہتھیار بغیر لائسنس کے ہوں وہ ایک ماہ کے اندر اندر اپنے قریبی تھانہ میں جمع کرا دیں۔

البتہ بابا بڈھا دل اور بابا بدھو لا سنگھ کی انتظامیہ مجلسوں کے نہنگ سنگھ اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھنے کے مجاز ہوں گے۔